موضوع

قرآت خلف الامام

غیر مقلد مناظر

مولوی عبداللہ بہاولپوری

مناظر اہلسنت والجماعت

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

النعمان سوشل میڈیا سروسز

دفاع احناف لائبریری

مناظر اہل سنت والجماعت

حضرت مولانا **محمد امین صفدر اوکاڑوی** رحمۃ اللہ علیہ

غیر مقلد مناظر

مولوی **عبداللہ** بہاولپوری

موضوع مناظرہ

قرأت خلف الامام

مسئلہ رفع یدین

آمین بالجہر

حضرت امام مالکؒ کی نماز کیسی تھی

تمہید

محمد بخش میتلا بہت بڑے زمیندار کا ایک ہی بیٹا تھا باپ کی وراثت کا اکیلا حق دار، اب اس کو دیکھ کر غیر مقلدین کے منہ میں رال ٹپکنے لگی کہ کسی طرح اس کو راہ ہدایت سے ہٹا کر تر نوالہ بنایا جائے اور پھر اس کی جائیدار پر مزے اڑائے جائیں اور مسلک اہل حدیث زندہ باد کے نعرے لگائے جائیں۔ چنانچہ اس کو گمراہ کرنے کے لئے لمبی لمبی میٹنگیں ہونی شروع ہوگئیں اور کئی سازشی دماغ جڑ کے بیٹھ گئے۔ آخر ان گمراہی ساز دماغوں نے منصوبہ تیار کیا اور اس کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا۔ کبھی اس کے پاس رسالہ لا رہے ہیں، کبھی کتاب، کبھی پمفلٹ لا رہے ہیں تو کبھی اشتہار۔ اور ساتھ یہ بھی رٹ لگا رہے ہیں کہ آپ بے شک اس پر عمل نہ کریں مدینہ، مکہ جا کر دیکھ لینا کہ اگر وہاں کا امام رفع یدین کرتا ہوگا تو تم بھی شروع کر دینا ورنہ نہ کرنا۔ اب اس کو خوب کھلا پلا رہے ہیں اور اس کے ذہن میں یہ بات پختہ کر رہے ہیں۔

وہ جب وہاں گیا تو اسے دکھایا اور اس نے رفع یدین شروع کر دی۔ اب وہاں بھی اسے بلیک میل کرتے رہے۔ ایک ادھر سے لمبا چوغہ پہنے آ رہا ہے اگر چہ وہ ہوتا تو کشمیر یا کسی اور علاقے

کا۔ حاجی صاحب! یہ شیخ یمن کے شیخ الحدیث ہیں، آج آپ کی دعوت فرما رہے ہیں۔ یہ شیخ شام کے شیخ الحدیث ہیں، یعنی اس کے دماغ میں یہ بات ڈالی جا رہی تھی کہ ہمارا مسلک تمام ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔ اب وہ بے چارہ سیدھا سادھا، ان پڑھ زمیندار بڑا متأثر ہوا۔ کہ اتنے بڑے بڑے لوگ میری دعوتیں کر رہے ہیں۔ اب جب وہ واپس آیا تو اس نے زور وشور سے رفع یدین شروع کر دی۔

پورے علاقے میں غیر مقلدین کا نام ونشان تک نہ تھا (چشتیاں کے قریب یہ چک ہے) لوگوں نے جب پوچھا، اب یہ تھا نمبردار اور تھا بھی ماں باپ کا اکلوتا بیٹا، اس کا ایک ہی جواب تھا میں سکھ ہو گیا ہوں؟ پہلے کعبہ کے امام کو نکالو پھر مجھ سے بات کرو۔ اب یہ دعوتیں جو اسے کھلائی تھیں اب باری کے بخاری کی طرح ہر تیسرے دن دو چار مولوی آ جاتے، کوئی ملتان سے، کوئی خانیوال سے کہ جی آپ کی زیارت کا بڑا شوق تھا، رات نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ علیہ السلام نے فرمایا جاؤ جا کر حاجی صاحب کی زیارت کر کے آؤ۔ اور اس کو میری طرف سے مبارک باد دے کر آؤ۔ اب یہ بے چارہ بڑا حیران وہاں دعوتیں، یہاں مبارکیں کوئی ادھر سے آ رہا ہے کوئی ادھر سے۔ یہ بات یاد رکھیں اپنے مذہب کو پھیلانے کے لئے جھوٹ بولنا ان کے ہاں بہت بڑی نیکی ہے۔ اس پر ایک واقعہ لکھنے کو دل چاہ رہا ہے کہ جسے پڑھ کر آپ کو ان کی سازشوں سے کچھ آگاہی ہوگی۔

واقعہ۔

حضرت رئیس المناظرینؒ نے واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ میں ماموں کانجن گیا کہ پہلے تو سکول سے چھٹی کے بعد جاتا اس دن چھٹی تھی اس لئے جلدی چلا گیا۔ مہتمم صاحب کہنے لگے کہ یہاں تو شام کو پروگرام ہے، ساتھ والے گاؤں میں چلتے ہیں، وہاں ظہر کے بعد بیان ہوگا۔ راستے میں انہوں نے واقعہ سنایا کہ فیصل آباد میں غیر مقلدین کا لڑکیوں کا مدرسہ ہے، ان کی عورت اس گاؤں میں رمضان میں چندہ وغیرہ لینے آتی ہے۔ آج کل ہوتا تو سب کچھ عورتوں کے ہاتھ میں

... ب چندہ دیتی ہیں اسے۔ وہ ایک لڑکی بھی ساتھ پڑھانے کے لئے لے گئی۔ لڑکی کیسی کہ اس ... ں بھی فارغ التحصیل دیوبندی عالم ہے اور اس کا چچا بھی عالم ہے۔ اب تین مہینے کے بعد وہ ... لی آئی ہے اس نے تقریباً سولہ عورتوں کو رفع یدین پر لگالیا ہے۔ طریقہ اس کا کیا ہے؟ وہ عشاء کی ... پڑھتی ہے اور پھر تسبیح پڑھ کر لیٹ جاتی ہے، پھر اٹھتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مجھے زیارت ... لی ہے حضرت نے فرمایا ہے کہ مائی زینب کو میرا پیغام دے دے کہ تو کتنی نیک ہے کہ نماز پڑھتی ... مگر تیری نماز قبول نہیں ہے، اس لئے کہ تو رفع یدین نہیں کرتی۔ اللہ کے ہاں وہی نماز قبول ہوتی ... جو سنت کے مطابق ہو۔ اب مائی زینب روتی دھوتی کہ میری نمازیں ضائع ہوگئی ہیں، رفع ... ین شروع کردیتی۔ اگلے دن پھر اسی طرح دوسرا اشکار کرتی۔

اس کا چچا دوسرے گاؤں میں رہتا تھا آیا اس نے پوچھا کہ کیا تجھے واقعتاً حضور ﷺ کی ... یارت ہوتی ہے؟ ہاں جی ہوتی ہے۔ اس نے کہا جھوٹ معلوم ہوتا ہے۔ یہ تین مہینے پڑھی ہے ... ے کیسے روز زیارت ہونا نصیب ہوگئی۔ نہیں جی روزانہ ہوتی ہے۔ وہ چلا گیا۔ عشاء کے بعد ... اچانک واپس آگیا یہ اس وقت لیٹی ہوئی تھی اس نے جوتا اتار لیا اور اس کی پٹائی شروع کردی کہ ... مجھے بات بتا کہ اصل قصہ کیا ہے؟ اب وہ رو رہی تھی اور بتا رہی تھی کہ ہمیں استانی نے یہ بتایا ہے ... کہ جس طرح حدیث میں یہ آتا ہے کہ قرآن پاک پڑھتے ہوئے رونا چاہئے اگر رونا نہ آئے تو ... رونے کی شکل ہی بنالینی چاہئے۔ اسی طرح حضور ﷺ کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جھوٹ ... ٹ کہنا چاہئے کہ مجھے حضرت پاک ﷺ کی زیارت ہوتی ہے۔ اور اس جھوٹ کے ساتھ حضرت ... پاک ﷺ کی سنتوں کا ذکر ساتھ شامل کرو۔ اب ایک سنت زندہ ہوگی تو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا ... ب تمہاری وجہ سے کئی عورتیں سنتوں پر عمل شروع کردیں گی تو یقیناً ایک نہ ایک دن حضرت ... پاک ﷺ کی زیارت ہوجائے گی۔ گویا یہ زیارت کا وظیفہ اسے بتایا گیا تھا۔

اب وہ مسلمان بچی تھی اس کے دل میں تو شوق تھا کہ حضرت پاک ﷺ کی زیارت ہو۔ ... اب حضرات بتاتے ہیں کہ درود شریف کثرت سے پڑھو کہ شاید اللہ تعالیٰ رحم فرمادیں۔ انہوں نے

حضرت ﷺ کی زیارت کا طریقہ بھی یہ رکھا ہے کہ جھوٹ بولو۔ اس نے بتایا کہ اصل قصہ یہ ہے کہ ہم جو جھوٹ بول رہی ہیں وہ اس شوق میں بول رہی ہیں کہ کسی دن حضرت پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے۔

اب یہی طریقہ ان لوگوں نے یہاں محمد بخش کے ساتھ شروع کیا ہوا تھا۔ ایک فیصل آباد سے آ جاتا کہ مجھے حضرت ﷺ کی زیارت ہوئی ہے وہ آپ کو سلام فرما رہے تھے۔ وہ بے چارہ دعوتیں کھلاتا اور بڑا خوش ہوتا۔ اس کا بھانجا خالد عزیز بوریوالہ میں سکول میں ماسٹر تھا، ہمارے تایا جان پروفیسر مولانا میاں محمد افضل صاحب (فاضل جامعہ خیر المدارس) بھی ان دنوں بوریوالہ میں تھے۔ خالد عزیز نے مولانا افضل صاحب سے گذارش کی کہ آپ ہمیں رئیس المناظرین کی تاریخ لے دیں۔ انہوں نے حضرت اوکاڑوی کو خط لکھ دیا، حضرت نے تاریخ دے دی۔ تاریخ آنے سے دس دن پہلے خالد عزیز کا خط آ گیا کہ آپ یہ تاریخ کینسل کر دیں اور تین مہینے بعد کی تاریخ ہمیں دیں۔ خالد عزیز نے یہ بھی لکھا کہ عام طور پر اگر بڑے علماء کی تاریخ لے کر اگر منسوخ کی جائے تو وہ بہت ناراض ہوتے ہیں۔ لیکن میں اتنا مجبور ہوں کہ جب آپ میرا دکھ سنیں گے آپ خود ہی مجھے مستحق رحم سمجھیں گے۔ مولانا افضل صاحب نے بھی پھر سفارشی خط ساتھ لکھ دیا۔ حضرتؒ نے لکھا کہ میں اس تاریخ کو مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی آؤں گا۔ آپ کا آدمی فقیر والی پہنچے، وہاں حالات بتائے کہ اگر کوئی صورت مناظرے والی بن رہی ہو تو کتابیں فقیر والی سے لیتے آئیں گے۔

تین مہینے کے بعد حضرت رئیس المناظرینؒ چھٹی لے کر فقیر والی پہنچ گئے اور جمعہ فقیر والی میں پڑھایا۔ جمعہ کے بعد ایک آدمی نے حضرت کو ایک رقعہ دیا کہ آپ کل ہفتہ کا پروگرام کینسل کر دیں اور پچیس دن بعد کی تاریخ ہمیں دے دیں۔ خیر حضرت نے مشورہ کیا تو مولانا محمد قاسم صاحب (مہتمم مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی ضلع بہاول نگر) فرمانے لگے کہ آپ چلے جائیں۔ چنانچہ حضرت اوکاڑویؒ اور مولانا خالد صاحب موٹر سائیکل پر وہاں پہنچ گئے۔

حاجی صاحب ڈیرہ پر بیٹھے تھے حضرت نے وہاں جا کر پوچھا کہ حاجی محمد بخش صاحب کو
ا ب۔ اس نے کہا کہ جی فرمایئے آپ کہاں سے آئے؟ حضرت نے فرمایا کہ میں اوکاڑہ سے آیا
ا محمد امین میرا نام ہے۔ اس نے کہا کہ کیا ہمارا آدمی نہیں پیغام لے کر آپ کے پاس آیا؟ کہ
ا ام کینسل ہوگیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ پروگرام کے لئے تو ہم آئے ہی نہیں۔ ہم تو اس
آئے ہیں کہ حاجی صاحب کی زیارت بھی کر آئیں اور دعا بھی کروا آئیں۔ بڑی خوشی ہوئی،
ی خوشی ہوئی بیٹھو۔ کچھ لوگ اور بھی آگئے۔

اس نے بات کہاں سے شروع کی؟ کہ جی ایک بات مجھے سمجھائیں کہ ایک امام ہے کوفہ
ا ایک ہے مدینہ شریف کا، وحی مدینہ میں نازل ہوتی رہی یا کوفہ؟ مدینہ میں۔ مدینہ شریف والا
آمین بھی اونچی کہتا ہے اور رفع یدین بھی کرتا ہے۔ یعنی امام مالکؒ، کوفہ والا نہ آمین اونچی کہتا ہے نہ
رفع یدین کرتا ہے۔ ہمیں کس کی ماننی چاہئے؟ حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا حاجی صاحب آپ حج
کر آئے ہیں، کم از کم حج کے بعد تو جھوٹ سے پرہیز کرنا چاہئے، کہنے لگے کہ کیا یہ جھوٹ
ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ اس سے بڑا جھوٹ میں نے زندگی میں نہیں سنا۔ اس نے کہا کہ کیا یہ
جھوٹ ہے؟ حضرت نے فرمایا امام مالکؒ تو فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں کسی کو رفع یدین
کرتے دیکھا تک نہیں۔ (المدونۃ الکبریٰ ج۱ ص۶۹) دوسرا یہ جھوٹ کہ امام مالکؒ تو سرے سے
امام کے آمین آہستہ کہنے کے بھی قائل نہیں ہیں چہ جائیکہ اونچی کہنے کے قائل ہوں۔

دوسرا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ جو کوفہ کا کہہ رہے ہیں کیا کوفہ امرتسر اور روپڑ کی
طرح سکھوں کا شہر تھا؟ کوفہ وہ شہر تھا جہاں عبداللہ بن مسعودؓ حضرت علیؓ جیسے صحابہ تشریف
لائے۔ طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ کوفہ وہ شہر ہے جہاں ایک ہزار پچاس صحابہ تشریف لائے۔
جو صحابہ مکہ سے آکر یا مدینہ سے آکر آباد ہوئے، وہ مکہ کی نماز مکہ، مدینہ کی مدینہ میں چھوڑ آئے
تھے؟ اور کوفہ آکر کوئی نئی نماز بنالی تھی یا وہی نماز پڑھتے تھے؟ کہنے لگا وہی پڑھتے تھے۔ فرمایا کوفہ
میں نماز سکھوں کے شہر امرتسر سے نہیں گئی، کوفہ میں جو نماز آئی ہے وہ مدینہ منورہ سے آئی ہے۔ کوفہ

میں جونماز آئی ہے مکہ سے آئی ہے۔کوفہ میں صحابہ پہنچے ہیں۔آپ کا مذہب امرتسر، مدراس میں بنا ہے جہاں صحابی تو کجا کوئی تبع تابعی بھی نہیں پہنچا۔عجیب بات ہے کہ مدراس والی نماز تو نبی والی نماز ہو۔دہلی میں جونماز لکھی گئی ہو وہ تو نبی والی نماز ہو اور سکھوں کے شہر امرتسر میں جونماز پڑھی جائے وہ نبی والی نماز ہو اور جس شہر میں ہزار سے زائد صحابہ اور ہزاروں تابعین آباد ہوں وہاں کسی کو نبی والی نماز بھی یاد نہ ہو۔

اب وہ کہنے لگا کہ میں باتوں میں لگ کر بھول گیا گھر کھانے کا کہہ آؤں۔فرمایا جاؤ کہہ آؤ۔وہ چلا گیا تو لوگ کہنے لگے مولوی صاحب یہ کسی کی نہیں سنتا، اللہ کے واسطے آپ سمجھائیں۔ فرمایا دل پھیرنا تو میرے بس میں نہیں باقی بات میں ان شاء اللہ سمجھا دوں گا۔اب اندر سے وہ تحقیق الکلام اٹھا کر لے آیا اس میں یہ حدیث واذا قرا فانصتوا لکھی ہوئی تھی۔اور لکھا تھا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔اگر صحیح بھی ہو تو اس سے فاتحہ سے اگلی سورت مراد ہے۔ادھر قرات کا لفظ ہے، فاتحہ کا نہیں۔اور ادھر حدیث لا صلوۃ میں فاتحہ کا لفظ ہے۔اگر بعد والی سورت مراد لی جائے تو دونوں حدیثوں میں ٹکراؤ نہیں ہوگا۔حضرت نے فرمایا یہ حوالہ ابن ماجہ کا ہے۔حضرت نے پوچھا کیا تیرے پاس اصل کتابیں بھی ہیں؟ وہ لے کر آ گیا۔حضرت نے فرمایا، اس میں اس نے پوری حدیثیں نقل نہیں کیں۔اذا قرا فانصتوا کے بعد اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین ہے۔یہ اس نے نقل نہیں کیا اور حضرت نے اس سے پوچھا کہ یہ جو اذا کبر فکبروا ہے یہ کون سی تکبیر ہے؟ اس نے کہا تکبیر تحریمہ۔پوچھا تکبیر تحریمہ کے بعد امام کون سی سورۃ پڑھتا ہے، یٰس یا تغابن؟ کہنے لگا فاتحہ۔پوچھا آمین کہنے سے پہلے امام کون کون سی سورتیں ختم کر لیتا ہے؟ کہنے لگا فاتحہ۔حضرت نے پوچھا کہ یہ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین جو ہے یہ سورت یٰس کی آیت ہے یا تغابن کی؟ کہنے لگا خود فاتحہ کی۔فرمایا پوری حدیث یہ بتا رہی ہے کہ جو سورت امام نے تحریمہ کے بعد شروع کرنی ہے اس میں مقتدی نے خاموش رہنا ہے۔خاص طور پر وہ سورت جو امام نے آمین سے پہلے ختم کرنی ہے، اس میں مقتدی

نے خاموش رہنا ہے۔ خاص وہ سورت جس میں غیر المغضوب علیھم و لا الضالین کے الفاظ آ رہے ہیں وہ امام نے پڑھنی ہے، مقتدی نے خاموش رہنا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ دھوکہ تو یہی ہے کہ اس نے اس حدیث کو پورا نقل نہیں کیا۔

اب وہ کبھی کتاب کو دیکھتا ہے کبھی تحقیق الکلام کو اور کہتا ہے کہ مولوی صاحب اتنی بڑی بے ایمانی مولوی کر لیتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا یہ تو آپ کے سامنے ہے۔ اور یہ کتاب (تحقیق الکلام) آپ ہی اٹھا کر لائے ہیں، میں تو نہیں لایا کہ شور ہو کہ یہ کوئی اور ایڈیشن ہوگا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ آپ حج کرنے کے بعد ان جھوٹوں کی کتابوں کے پیچھے لگ گئے ہیں، کسی سچے کی کتاب بھی پڑھیں۔

اب وہ حضرت سے کہنے لگا کہ اگر آپ صبح نماز کے بعد درس دے دیں۔ حضرت نے دل ہی دل میں فرمایا کہ میں اور کیا چاہتا ہوں۔ صبح حضرتؒ نے درس دیا قرأت خلف الامام کے موضوع پر۔ درس کے بعد وہ ایک پمفلٹ اٹھا کر لے آیا جس پر فقہ کی عبارتیں لکھی ہوئی تھیں کہ مجھے ذرا یہ سمجھائیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ یہ تو بہت ساری عبارتیں ہیں۔ آپ نے یہ پڑھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا اسے آپ پڑھیں اور دو، چار عبارتیں جو آپ کو بہت ہی گندی معلوم ہوں آپ ان پر نشان لگا دیں تا کہ ان پر بات ہو جائے۔ اور یہ قریب ہی ڈیڑھ میل پر آپ کا مولوی رہتا ہے اس کو بلوائیں اور وہ ہدایہ، درمختار، عالمگیری لیتا آئے۔ جو فرقہ حدیث کے حوالے میں بے ایمانی کرتا ہے وہ فقہ کے حوالوں میں زیادہ بے ایمانی کرتا ہے۔

اس نے اسی وقت آدمی بھیجا کہ مولوی صاحب ہدایہ، درمختار، عالمگیری لے آئیں۔ اس نے کہا کس لئے؟ اس نے کہا کہ امین آیا ہوا ہے۔ جب اس نے حضرتؒ کا نام سنا تو آنے سے انکار کر دیا۔ یہ پھر گیا کہ آپ ہمیں کتاب دے دیں۔ اس نے کہا کہ میں کتاب بھی نہیں دیتا۔ وہ بے ایمان جھوٹ بول جائے گا۔ اس کے بعد پھر آدمی بھیجا گیا کہ مولوی صاحب کو کہو کہ ہم امین کو کمرے میں بند کر کے تالا لگوا دیں گے اور چابی تیرے ہاتھ میں دے دیں گے، تو اپنے علاقے

کے مولوی مولوی عبدالخالق صاحب کے سامنے آکر یہ دکھا کہ یہ عبارتیں مکمل بھی ہیں یا نہیں۔ اس نے کہا کہ مولوی امین اگر اندر کمرے میں بھی بند ہوگا تب بھی میں بات نہیں کروں گا۔ یہ ہے جرأت اور بے مثال بہادری جس پر یہ لوگ نعرہ لگاتے ہیں ہمچوں ما دیگرے نیست۔ اب حاجی صاحب بڑے حیران و پریشان کہ قرآن و حدیث کا نعرہ لگانے والے آج میدان میں کیوں نہیں آرہے۔ اور جس کے بارے میں یہ پورا فرقہ شور وغوغا کررہا ہے اس کا اتنا دبدبہ ہے کہ اگر وہ کمرے میں بھی بند ہو تو ان کے مولوی سامنے آنے کی جرأت نہیں کرتے۔ یہ وہ چوٹ تھی جو حاجی صاحب کے دل ودماغ کی گہرائیوں میں اثر انداز ہوئی۔

اب حاجی صاحب نے اپنی سرگذشت یوں سنائی کہ جس دن آپ کا پہلا خط آیا ہے، خالد عزیز نے مجھے دیا تو اس وقت میرے پاس اکیس مولوی بیٹھے تھے۔ میں نے وہ خط پڑھ کر ان مولویوں کو دے دیا۔ اب جب ان مولویوں نے خط دیکھا تو ان پر ایسا سکتہ طاری ہوا کہ گویا خط کی بجائے انہیں صور اسرافیل دکھا دیا گیا ہو۔ خط پڑھنے کے بعد تقریباً بیس منٹ تک اکیس کے اکیس مولویوں پر خاموشی چھائی رہی۔ پھر انہوں نے کہا کہ حاجی صاحب! اگر آپ نے امین کو بلانا تھا تو پھر ہمیں کم از کم تین مہینے کی مہلت چاہئے، اب یہ بات مجھے بڑی عجیب معلوم ہوئی کہ مجھے تو صبح سے حدیثیں سنانا شروع کرتے ہیں شام ہو جاتی ہے ختم ہی نہیں ہوتیں۔ اب یہ تین مہینے کس لئے مانگ رہے ہیں، کوئی نئی حدیثیں بنائیں گے؟ یا کیا صورت ہوگی؟ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ اب پھر میں نے ان کو بلایا کہ تاریخ مناظرہ آرہی ہے، تو انہوں نے کہا کہ پروفیسر عبداللہ بہاولپوری صاحب سخت بیمار ہیں (اور کوئی آدمی حدیث پوری سنا نہیں سکتا۔ از مرتب) آپ پچیس دن تاریخ آگے کرلیں، وہ تندرست ہو جائے۔ اس پر میں مزید حیران ہوا کہ اس سے پہلے تو ان کا یہ دعویٰ تھا کہ ہمارا وہ بچہ جو آج پیدا ہوا ہے وہ بھی مناظرہ کرسکتا ہے، اب یہ کہتے ہیں کہ صرف پروفیسر عبداللہ ہی کرسکتا ہے۔ اگر وہ مر گیا تو خدا جانے کیا بنے گا؟ اس لئے میرا ذہن مذبذب ہے۔ ابھی آپ نے مجھے ان کے جھوٹ دکھا دیے ہیں اس لئے میں اور زیادہ پریشان ہوگیا ہوں۔ اب آپ اس

تاریخ کو ضرور تشریف لائیں۔

چنانچہ رئیس المناظرینؒ مقررہ تاریخ کو پہنچ گئے۔ پروفیسر عبداللہ بہاولپوری صاحب بھی اپنے لاؤ لشکر کو لے کر پہنچ گئے۔ اب حاجی صاحب چونکہ مسئلہ سمجھنا چاہتے تھے، اس لئے انہوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں بالکل ان پڑھ آدمی ہوں اور میں بڑا پریشان ہوں اور میں نے یہ خرچ اس لئے کیا ہے کہ میں مسئلہ سمجھوں۔ آپ نے اگر لڑائی کرنی ہو، اپنا غصہ نکالنا ہو، تو کسی اور جگہ نکال لینا۔ کہنے کو تو ہو سکتا ہے کہ مولانا فرمائیں کہ میرے پاس دو سو حدیثیں ہیں، یہ کہیں ہمارے پاس چار سو ہیں۔ اس لئے طریقہ یہ ہے کہ ایک حدیث آپ نے پیش کرنی ہے، ایک انہوں نے۔ زیادہ حدیثیں آپ سنائیں گے، اس میں راویوں کی بحثیں چھڑیں گی، تو میری سمجھ میں کچھ نہیں آئے گا۔ آپ ایک حدیث پڑھیں، اس کے دو چار راوی ہوں گے، اس کی بحث مجھے سمجھ آجائے گی۔ اس میں میرا فائدہ ہے۔

اب یہ بات پروفیسر عبداللہ صاحب کے لئے موت تھی، اس لئے کہ ان کی جو احادیث اس مسئلہ میں صریح ہیں وہ صحیح نہیں اور جو صحیح ہیں وہ صریح نہیں۔ اس لئے جب تک دو حدیثیں نہ ملائیں ان کی دال نہیں گلتی۔ حضرت رئیس المناظرینؒ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ حاجی صاحب اگر اجازت ہو تو میں ایک بات عرض کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا بالکل کر سکتے ہیں۔ اس پر فرمایا حاجی صاحب آپ نے حدیث کی بات کی ہے کہ حدیث سے بات شروع کرنی ہے۔ میرے پاس تو خدا کا قرآن ہے۔ حاجی صاحب فرمانے لگے کہ ٹھیک ہے، پہلے قرآن پاک کی ایک ایک آیت پیش کریں۔ چنانچہ مناظرہ شروع ہو گیا۔ اب آپ کی خدمت میں من وعن پیش کیا جاتا ہے۔ پڑھیں اور مسرور ہوں۔

(محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی ۱۵ جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موضوع

نمبرا۔ قرأت خلف الامام۔

نمبر۲ مسئلہ رفع یدین۔

نمبر۳۔ آمین بالجہر۔

نمبر۴۔ حضرت امام مالکؒ کی نماز کیسی تھی۔

اگر اسے متصل کر لیا جائے تو تب بھی بات بن جاتی ہے کہ فاتحہ خلف الامام اور حضرت امام مالکؒ کی نماز کیسی تھی۔ دوسری بات یہ کرنی ہے تا کہ موقع پر اختلاف پیدا نہ ہو، قرآن وسنت بطور اصل دلیل کے پیش ہوگا اور اقوال صحابہ، تابعین دیگر بزرگان دین کے اقوال تائیداً ووضاحتاً اور تعیین معانی کے لئے پیش کئے جائیں گے۔

ایک بات لکھی گئی تھی کہ جس مسئلہ پر بات شروع ہوگی اس پر دلیل پیش کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ ایک دلیل کے پوری طرح صاف ہونے کے بعد دوسری دلیل پیش کی جائے گی۔ یا جتنی

دلیلیں پیش کی جائیں گی ان میں سے ایک ایک کا جواب سن کر پھر آگے چلنے دیا جائے گا، وقت کی قید نہ ہوگی، دونوں صورتیں ہیں ایک دلیل پیش ہوئی تو اس کا جواب ہوگا تو پھر آگے چلا جائے گا اور اگر ایک مناظر دس دلیلیں پیش کرتا ہے تو جب تک اس کا جواب نہ ہوگا آگے نئی دلیل پیش نہ ہوگی۔

اس تحریر پر حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب کے دستخط ہیں اس پر لکھا ہوا ہے کہ یہ سب چیزیں میرے علم میں ہیں۔ سب سے پہلے مناسب یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ خلف الامام پر بات شروع ہو۔

پروفیسر عبداللہ بھاولپوری۔

دین کی جتنی بھی جزئیات ہیں وہ ساری کی ساری حضور ﷺ کے عمل سے ثابت ہوتی ہیں۔ کوئی مسئلہ زکوۃ کا ہو، نماز کا ہو تفصیلی طور پر قرآن پاک سے ثابت نہیں۔ یعنی جتنے بھی گمراہ فرقے دنیا میں ہوئے ہیں انہوں نے اس کی آڑ لی اور قرآن مجید کو آگے رکھا، کیونکہ اس میں گنجائش ہے، آپ یہ معنی کریں میں وہ کردوں۔ حدیث ناطق ہوتی ہے اور فیصلہ کن ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خارجیوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے بھیجا تو انہیں وصیت فرمائی لاتخاطبهم بالقرآن قرآن سے ان کے ساتھ گفتگو نہ کرنا فانه تقول ويقولون تو کچھ کہے گا وہ کچھ کہیں گے۔ جادلهم بالسنة ان پر سنت پیش کرنا فلن يجدو عنها محيصا وہ اس سے بھاگ نہیں سکیں گے۔

قرآن کی تفسیر حدیث ہے، حدیث فیصلہ کردے گی۔ نماز کا کوئی حصہ، قیام، قرأت، رکوع، سجود، نماز کی کیفیت، اللہ اکبر کہاں کہنا ہے، سمع الله لمن حمده کہاں کہنا ہے؟ نماز کی کوئی جزئی قرآن سے ثابت نہیں ہوتی، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

صلوا كما رايتموني اصلي۔

جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو اس طرح سے نماز پڑھو۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ قرآن

سے نماز کو لے لینا۔ حضور ﷺ کی حدیث سے نماز ملے گی۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب کوئی نماز نہیں اس شخص کی جو الحمد شریف نہ پڑھے۔ اب یہ حدیث اپنے معنی میں واضح ہے۔ ہماری طرف سے یہ حدیث پیش ہے۔

لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب.

یہ بخاری شریف کی حدیث ہے اور بخاری تمام اہل سنت کے نزدیک اصح الکتب ہے۔ حنفی، شافعی، حنبلی وغیرہ سب اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ حدیث کا معنی ان سے کروالیں اور یہ دیکھ لیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

الحمد للہ و کفیٰ و الصلوۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ. اما بعد.

جناب پروفیسر محمد عبداللہ صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ قرآن کو بالکل الگ کر دیا ہے یہ بات صحیح نہیں۔

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری۔

میں نے یہ کہا کہ قرآن میں نماز کی تمام جزئیات منقول نہیں ہیں، حدیث وضاحت کرتی ہے۔

(اس پر مناظرہ کروانے والے حاجی صاحب نے کہا کہ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنی چاہئے یا نہیں آپ نے جو حدیث پڑھی ہے وہ اس مسئلے کے بارے میں کچھ نہیں بتاتی)

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ۔

میرے دوستو بزرگو، پروفیسر حافظ محمد عبداللہ صاحب نے یہ بات بیان فرمائی کہ نماز جیسی

اہم عبادت سے بھی قرآن پاک کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پروفیسر صاحب کی یہ بات اللہ کے نبی ﷺ کے ارشادات کے بالکل خلاف ہے۔ نبی اقدس ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل ؓ کو یمن روانہ فرمایا تو آپ کو یہ منشور بتایا کہ سب سے پہلے کتاب اللہ شریف ہو گی فان لم تجد فيه اگر اس میں مسئلہ نہ ملے تو پھر سنت رسول اللہ ﷺ کی باری آئے گی۔ [1]

جس طرح حضرت معاذ ؓ یا اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ یہ فرمانے میں عار محسوس نہیں کرتے کہ یہ مسئلہ قرآن میں نہیں ہے اسی طرح ہمیں بھی یہ اعتراض نہیں ہوگا۔ پروفیسر صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا یہ مسئلہ قرآن میں نہیں ہے۔ اس لئے ہم حدیث پیش کرتے ہیں۔ اور انہیں چاہئے تھا کہ وہ ہمیں حق دیتے اور کہتے کہ قرآن اس مسئلے میں ہماری تائید نہیں کر رہا اگر آپ کے پاس قرآن ہے تو آپ قرآن پیش کر لیں۔ پروفیسر صاحب کو یہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے تھا، اس کے بعد اگر یہاں نہ ملے تو اجتہاد۔

نبی اقدس ﷺ فرماتے ہیں العلم ثلاثة اس میں سے پہلا نمبر آیہ محکمہ کا ہے۔ [2] پہلے

(۱). حدثنا حفص بن عمر عن شعبة عن ابی عون عن الحارث بن عمرو بن اخي المغيرة بن شعبة عن اناس من اهل حمص من اصحاب معاذ بن جبل الى ان رسول الله ﷺ لما اراد ان يبعث معاذا الى اليمن قال كيف تقضى اذا عرض لك قضاء قال اقض بكتاب الله قال فان لم تجد في كتاب الله قال فبسنة رسول الله قال فان لم تجد في سنة رسول الله ﷺ ولا في كتاب الله قال اجتهد برأيى ولا الو فضرب رسول الله ﷺ صدره فقال الحمد لله الذى وفق رسول رسول الله لما يرضىٰ رسول الله ﷺ.

(ابوداؤد ص ۱۴۹ ج ۲)

(۲). حدثنا محمد بن العلاء الهمدانی حدثنی رشدين بن سعد وجعفر

قرآن پاک کی آیت پیش ہوگی، اس کے بعد سنت قائمہ، میرا وہ طریقہ جو جاری رہا جو ختم ہوگیا وہ نہیں۔

پروفیسر صاحب نے یہ بات کہی کہ بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ جب خود پروفیسر صاحب یہ مانتے ہیں کہ اس کا نمبر کتاب اللہ کے بعد ہے تو اب اس میں بحث کی کیا ضرورت رہ گئی ہے۔ حالانکہ یہ نہ نبی پاک ﷺ کی حدیث ہے نہ کسی خلیفہ راشد کی بات ہے کہ بخاری شریف اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

اگر پروفیسر صاحب اس بات پر اصرار کریں گے کہ وہ امتیوں کی کسی بات کو ترجیح دیں گے قرآن پر بھی۔ کہ خدا کی کتاب پیش نہیں ہونے دیں گے اور امتیوں کی یہ بات ہم مانیں گے وہ نہیں مانیں گے۔ تو یہ بات غلط ہے۔ قرآن کے بعد اللہ کے نبی ﷺ کی صحیح حدیث آئیگی خواہ وہ کہیں سے بھی ثابت ہو جائے۔ اور وہ حاجی صاحب نے متعین فرمادیا کہ کوشش یہ ہو کہ بحث مختصر ہوتا کہ ہماری سمجھ میں آسکے۔ دلیل وہ قبول ہوگی جس میں مقتدی کا واضح طور پر ذکر ہوگا۔ اگر میں ایسی روایتیں پڑھتا رہوں جس میں مقتدی کا ذکر نہ ہو تو وہ تبرک کے طور پر تو کوئی جتنا چاہے اللہ کے نبی ﷺ کا کلام سناتا رہے، لیکن جو مسئلہ ثابت کرنا ہے اس سے اس کو کوئی تعلق نہ ہو تو یہ محض وقت کو ضائع کرنا ہے اور کوئی مقصد نہیں ہے۔

پروفیسر صاحب نے قرآن پاک کے بارے میں تو یہ تسلیم فرمالیا کہ اس مسئلہ میں قرآن پاک ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ اس لئے میں بجائے دوسری طرف جانے کے سب سے پہلے قرآن پاک پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

عن عون عن ابن انعم هو الافريقى عن عبدالرحمن بن رافع عن عبدالله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ العلم ثلثة فما وراء ذالک فهو فضل اية محكمة او سنة قائمة اور فريضة عادلة.

(ابن ماجہ ص ۷، ابوداؤد ص ۲۹، مشکوٰۃ ص ۳۵)

واذاقرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم

ترحمون.

اور جب قرآن پڑھا جائے قرئ صیغہ مجہول کا ہے جس کے فاعل کا پتا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی وضاحت کا سب سے زیادہ حق اللہ کے نبی ﷺ کو ہے، الرحمن علم القرآن اور پھر نبی ﷺ کے صحابہ کو ہے یعلمھم الکتٰب والحکمة.

یہ میرے سامنے تفسیر درمنثور ہے جس میں انہوں نے روایات اور احادیث سے تفسیر فرمائی ہے۔ حضرت محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں،

قال کان رسول اللہ ﷺ اذا قرئ الصلوة اجابه من

ورائه

اللہ کے پیغمبر ﷺ جب نماز جماعت کے ساتھ پڑھاتے تھے، دیکھو میں جماعت کی بات عرض کررہا ہوں۔ اللہ کے نبی ﷺ بھی قرآن پڑھتے تھے اور اللہ کے نبی کے صحابہ بھی آپ ﷺ کے پیچھے قرآن پڑھتے تھے،

اذا قال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت بسم اللہ پڑھتے تو پچھلے بھی بسم اللہ پڑھتے، حضرت فاتحہ پڑھتے یہاں فاتحة الکتاب کا لفظ ہے، حضرت فاتحہ پڑھتے تو پچھلے بھی فاتحہ پڑھتے۔ حضرت سورة پڑھتے تو پچھلے بھی سورة پڑھتے

فلبث ما شاء اللہ ان یلبث

اللہ تعالیٰ کو جتنا عرصہ منظور ہوا یہ حکم باقی رکھا۔ اس کے بعد آیت نازل ہوئی۔

ثم نزلت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا

لعلکم ترحمون.

اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نماز باجماعت کے لئے بھیج دیا۔ بات صاف ہوگئی۔ اے مسلمانو جب

قرآن پاک کی آیت پیش ہوگی، اس کے بعد سنت قائمہ، میرا وہ طریقہ جو جاری رہا جو ختم ہو گیا وہ نہیں۔

پروفیسر صاحب نے یہ بات کہی کہ بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ جب خود پروفیسر صاحب یہ مانتے ہیں کہ اس کا نمبر کتاب اللہ کے بعد ہے تو اب اس میں بحث کی کیا ضرورت رہ گئی ہے۔ حالانکہ یہ نہ نبی پاک ﷺ کی حدیث ہے نہ کسی خلیفہ راشد کی بات ہے کہ بخاری شریف اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

اگر پروفیسر صاحب اس بات پر اصرار کریں گے کہ وہ امتیوں کی کسی بات کو ترجیح دیں گے قرآن پر بھی۔ کہ خدا کی کتاب پیش نہیں ہونے دیں گے اور امتیوں کی یہ بات ہم مانیں گے وہ نہیں مانیں گے۔ تو یہ بات غلط ہے۔ قرآن کے بعد اللہ کے نبی ﷺ کی صحیح حدیث آئیگی خواہ وہ کہیں سے بھی ثابت ہو جائے۔ اور وہ حاجی صاحب نے متعین فرمادیا کہ کوشش یہ ہو کہ بحث مختصر ہو تا کہ ہماری سمجھ میں آسکے۔ دلیل وہ قبول ہوگی جس میں مقتدی کا واضح طور پر ذکر ہوگا۔ اگر میں ایسی روایتیں پڑھتا رہوں جس میں مقتدی کا ذکر نہ ہو تو وہ تبرک کے طور پر تو کوئی جتنا چاہے اللہ کے نبی ﷺ کا کلام سناتا رہے، لیکن جو مسئلہ ثابت کرنا ہے اس سے اس کو کوئی تعلق نہ ہو تو یہ محض وقت کو ضائع کرنا ہے اور کوئی مقصد نہیں ہے۔

پروفیسر صاحب نے قرآن پاک کے بارے میں تو یہ تسلیم فرمالیا کہ اس مسئلہ میں قرآن پاک ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ اس لئے میں بجائے دوسری طرف جانے کے سب سے پہلے قرآن پاک پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

بن عون عن ابن انعم هو الافريقى عن عبدالرحمن بن رافع عن عبدالله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ العلم ثلثة فما وراء ذالک فهو فضل اية محكمة او سنة قائمة اور فريضة عادلة.

(ابن ماجہ ص ۶ ابوداؤد ص ۳۹ مشکوۃ ص ۳۶)

واذاقرئ القرآن فاستمعوا لـه وانصتوا لعلكم

ترحمون.

اور جب قرآن پڑھا جائے قرئ صیغہ مجہول کا ہے جس کے فاعل کا پتا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی وضاحت کا سب سے زیادہ حق اللہ کے نبی ﷺ کو ہے، الرحمن علم القرآن اور پھر نبی ﷺ کے صحابہ کو ہے یعلمھم الکتٰب والحکمۃ۔

یہ میرے سامنے تفسیر درمنثور ہے جس میں انہوں نے روایات اور احادیث سے تفسیر فرمائی ہے۔ حضرت محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں،

قال کان رسول اللہ ﷺ اذا قرئ الصلوۃ اجابہ من

ورائہ

اللہ کے پیغمبر ﷺ جب نماز جماعت کے ساتھ پڑھاتے تھے، دیکھو میں جماعت کی بات عرض کر رہا ہوں۔ اللہ کے نبی ﷺ بھی قرآن پڑھتے تھے اور اللہ کے نبی کے صحابہ بھی آپ ﷺ کے پیچھے قرآن پڑھتے تھے،

اذا قال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت بسم اللہ پڑھتے تو پچھلے بھی بسم اللہ پڑھتے، حضرت فاتحہ پڑھتے یہاں فاتحۃ الکتاب کا لفظ ہے، حضرت فاتحہ پڑھتے تو پچھلے بھی فاتحہ پڑھتے۔ حضرت سورۃ پڑھتے تو پچھلے بھی سورۃ پڑھتے

فلبث ما شاء اللہ ان یلبث

اللہ تعالیٰ کو جتنا عرصہ منظور ہوا یہ حکم باقی رکھا۔ اس کے بعد آیت نازل ہوئی۔

ثم نزلت واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا

لعلکم ترحمون۔

اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نماز باجماعت کے لئے بھیج دیا۔ بات صاف ہوگئی۔ اے مسلمانو جب

نماز با جماعت ہو اور تمہارا امام قرآن پڑھنا شروع کرے بسم اللہ سے، سورۃ سے یا فاتحہ سے یہ تشریح آرہی ہے، وہ امام تو پڑھے گا تم خاموش رہو گے۔ چنانچہ آگے ہے فقرا واحد کا صیغہ ہے کہ پوری جماعت میں اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ تو پڑھتے رہے وانصتوا اور سارے صحابہؓ پیچھے خاموش ہو گئے، نہ کوئی پیچھے بسم اللہ پڑھتا تھا، نہ سورۃ پڑھتا تھا، نہ فاتحہ پڑھتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ، جن کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے دعا فرمائی

اللّٰهم علمه تاويل الكتاب.[1]

قال وہ فرماتے ہیں صلی النبی ﷺ اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے صحابہ کو جماعت سے نماز پڑھائی، جماعت کی بات کر رہا ہوں۔ فقرأ خلفه قوم کچھ لوگوں نے آپ کے پیچھے بھی قرآن پڑھا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب بھی آپ نماز میں قرآن پڑھتے ہیں فاتحہ سے شروع کرتے ہیں پھر اور سورۃ ہوتی ہے،

فنزلت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون.

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ تمہاری نماز با جماعت میں جب تمہارا امام قرآن پڑھنا شروع کر دے تم خاموش رہو، توجہ کرو تاکہ تم پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ اللہ کے نبی پاک ﷺ کے وہ صحابی ہیں جن کو اللہ کے نبی ﷺ نے خود چار سندیں عطا کی ہیں، صحیح بخاری شریف میں موجود ہے کہ میرے چار صحابہ سے قرآن کا مطلب سمجھو۔ اول نمبر پر حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کا اسم گرامی آیا ہے۔[2]۔ اور اس

---

(۱). اللهم فقه في الدين وعلمه التاويل. (مسند احمد ج ۱ ص ۳۲۸)

(۲). حدثنا حفص بن عمر ثنا شعبة عن سليمن قال سمعت ابا وائل قال سمعت مسروقا قال قال عبدالله بن عمرو ان رسول الله ﷺ لم يكن فاحشا ولا

ے بعد اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں، ترمذی شریف میں حدیث موجود ہے ماحدثکم ابن مسعود جو حدیث تمہیں ابن مسعود ؓ سنا دیں اس کو پکا کرلو، اور اس کو دانتوں سے مضبوطی سے پکڑ لو۔ (۱)۔ اور فرمایا اگر میں کسی کو خلیفہ بنانا چاہوں تو ابن مسعود ؓ اس کے اہل ہیں۔ (۲)۔ اور فرمایا میری امت کے فقیہ ہیں۔ (۳)۔

چار سندیں اللہ کے نبی ﷺ سے حاصل کرنے والے یہ صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں انہوں نے دیکھا کہ جماعت کروا رہے ہیں، پیچھے ایک آدمی نے قرأت شروع کردی، قرآن پڑھنا شروع کردیا فرمایا

اما آن لکم ان تفهموا اما آن لکم ان تعقلوا

متفحشا وقال ان احبکم الی احسنکم اخلاقا وقال استقرؤ القرآن من اربعة من عبدالله بن مسعود وسالم مولی ابی حذیفة وابی بن کعب ومعاذ بن جبل. (بخاری ص ۵۳۱)

ترجمہ۔ سند کے بعد عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ فحش گو تھے نہ اس کو پسند فرماتے تھے، اور فرمایا تم میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک پسندیدہ وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے اچھا ہے اور فرمایا چار آدمیوں سے قرآن پڑھو عبداللہ بن مسعود ؓ سے اور سالم ؓ سے جو ابو حذیفہ ؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ابی بن کعب ؓ سے اور معاذ بن جبل ؓ سے۔

(۱)۔ قال النبی ﷺ تمسکوا بعهد ابن ام عبد. (ترمذی ص ۲۹۳ ج ۲)

(۲). حدثنا علی بن محمد ثنا وکیع ثنا سفین عن ابی اسحق عن الحارث عن علی قال قال رسول الله ﷺ لو کنت مستخلفا احدا عن غیر مشورة لاستخلف ابن ام عبد . (ابن ماجه ص ۱۳)

(۳)۔ البدایہ والنہایہ

تمہارا ہوش ٹھکانے ہے یا نہیں؟ تمہیں عقل ہے یا نہیں؟

واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔

جب تمہارا امام قرآن پڑھنا شروع کردے تم توجہ کرو اور خاموش رہو۔ [1]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی یہی تفسیر بیان فرمارہے ہیں اور یہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ یہ اللہ کے نبی ﷺ کے صحابی ہیں یہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ ہر جگہ جب اللہ کا قرآن پڑھا جائے تو بیٹھنے کی ضرورت نہیں، مثلاً یہاں کوئی شخص تلاوت شروع کردے آپ کا دل چاہے تو بیٹھ جائیں لیکن اگر آپ کو کوئی کام ہے تو آپ جا سکتے ہیں **انما نزلت ھذہ الآیہ** یہ آیت **واذا قرئ القرآن** جو ہے نزلت **فی الصلوۃ المکتوبۃ** فرض نماز میں جب امام پڑھے گا اس کے بارے میں نازل ہوئی۔

یہ نبی پاک ﷺ کے چار صحابہ کے بعد حضرت امام زہریؒ مدینہ منورہ کے عالم امام مالکؒ کے استاد جن کا فتویٰ مدینہ میں چلتا تھا، وہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نے مدینہ منورہ میں آنے کے بعد اللہ کے نبی ﷺ کے پیچھے قرأت شروع کی

فنزلت واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ [2]

(۱)۔ تفسیر ابن جریر ص ۱۰۳ ج ۹۔

(۲)۔ **اخرج ابن جریر عن الزھری قال نزلت ھذہ الآیۃ فی فتی من الانصار کان رسول اللہ ﷺ کلما قرا شیا قراہ فنزلت واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا۔** (درمنثور ص ۱۵۶ ج ۳

اسی طرح حضرت ابوالعالیہ۔ (۱)۔ فرماتے ہیں کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارے
میں نازل ہوئی۔ مکہ مکرمہ میں حضرت مجاہدؒ۔ (۲)۔ ہیں، حضرت عطاءؒ ہیں مکہ مکرمہ کے دونوں مفتی
ہیں، جنہوں نے تین تین مرتبہ قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پڑھا ہے، کتاب القرأت بیہقی
کے پاس ہے اس میں یہ بات پانچ سندوں سے مذکور ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ
ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے تھے، مکہ میں یہی فتویٰ دیتے رہے، میں پوری ذمہ داری سے کہتا
ہوں کہ جب مکہ مکرمہ میں، مدینہ منورہ میں، صحابہ نے قرآن پاک کی یہ تفسیر بیان فرمائی، ایک شخص
نے بھی اٹھ کر انکار نہیں کیا کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔

جس طرح میں نے چار صحابہ سے اور تابعین سے یہ ثابت کیا ہے پروفیسر صاحب صرف
اتنا ثابت کر دیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں یہ تفسیر بیان فرمائی تھی تو
مکہ مکرمہ میں فلاں صحابی نے اٹھ کر کہا تھا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی یہ تفسیر نہیں ہے یہ

اور کتاب القرأۃ میں ہے کان شاب من الانصار . (کتاب القرأت ص ۹۵)

(۱).. اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ انا ابو علی الحسین ابن علی الحافظ نا
ابو یعلی نا المقدمی نا عبدالوھاب عن المھاجر عن ابی العالیہ قال کان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی قرأ فقرأ اصحابہ فنزلت و اذا قری القرآن فاستمعوا له
و انصتوا فسکت القوم وقرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم. (کتاب القرأت ص ۸۷)

(۲). اخبرنا ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحافظ رحمه اللہ انا
عبدالرحمن بن الحسن القاضی نا ابراھیم بن الحسین نا آدم بن ابی ایاس نا ورقاء
عن ابن ابی نجیح عن مجاھد قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الصلوة
فسمع قرأة فتی من الانصار فنزل و اذا قری القرآن فاستمعوا له و انصتوا.
(کتاب القرآت ص ۸۷)

تفسیر مت بیان کیا کرو، یا جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مدینہ منورہ میں اور حضرت عبداللہ بن مغفلؓ نے مکہ مکرمہ میں یہ تفسیر بیان فرمائی تھی تو کسی ایک صحابی نے اعتراض کیا ہو۔

پھر دیکھیں اللہ کے نبی ﷺ کیا فرماتے ہیں۔ نسائی شریف صحاح ستہ کی کتاب ہے باب باندھا ہے

باب تاویل قوله تعالیٰ و اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون.

کہ جب قرآن پڑھا جائے تم توجہ کرو اور خاموش رہو۔ کون خاموش رہیں؟ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی تابعداری کی جائے، **اذا کبر الامام فکبروا** جب امام اللہ کبر کہے تم اللہ اکبر کہو، **واذا قرئ فانصتوا** جب امام نماز با جماعت میں قرآن پڑھنا شروع کر دے اس وقت تم خاموش رہو۔ **واذا قال غیر المغضوب علیهم ولا الضآلین،** اللہ کے نبی ﷺ نے بھی یہ بات واضح فرمادی ہے کہ

واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون.

جو مجہول کا صیغہ تھا پتا نہیں چلتا تھا کہ کس نے پڑھنا ہے، نماز با جماعت میں، جب امام پڑھے اس وقت تم نے خاموش رہنا ہے۔ اس وقت کون سی سورۃ تم نے نہیں پڑھنی؟ وہ سورت جو امام نے تکبیر تحریمہ کے بعد سب سے پہلے پڑھنی ہے، وہی سورۃ فاتحہ ہے وہ سورۃ جو امام نے آمین کہنے سے پہلے ختم کر دینی ہے، وہی سورت تم نے نہیں پڑھنی۔ وہ سورۃ جس میں آیت ہے **غیر المغضوب علیهم ولا الضآلین** وہ سورۃ تم نے امام کے پیچھے نہیں پڑھنی۔

میں نے قرآن کی آیت پڑھی اور اس کی تفسیر اللہ کے نبی ﷺ سے، اللہ کے نبی ﷺ کے صحابہ سے بیان کی، تابعین سے بیان کی۔ یہ مغنی ابن قدامہ میرے ہاتھ میں ہے اس میں امام احمدؒ

ا ہیں کہ پوری امت کا اجماع اس پر ہو چکا ہے، پوری امت کا اتفاق اس بات پر ہو چکا ہے یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی، اور فرماتے ہیں کہ میں نے کسی مسلمان کی زبان سے آج تک یہ بات نہیں سنی کہ لوگوں کو یہ کہتا پھررہا ہو کہ جو شخص امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ فرماتے ہیں هذا النبی ﷺ یہ اللہ کے نبی ﷺ مدینہ منورہ میں رہنے والے ہیں۔ امام اوزاعیؒ شام میں رہتے ہیں، امام حسن بصریؒ بصرہ میں رہتے ہیں، امام سفیانؒ مکہ مکرمہ میں رہتے ہیں، هذا مالک فی اهل الحجاز امام مالکؒ کا بھی ذکر ہے وہ اہل حجاز میں رہنے والے، هذا الثوری فی اهل العراق امام سفیان ثوری اہل عراق میں سے، هذا الاوزاعی فی اهل الشام اہل شام میں سے امام اوزاعی هذا اللیث فی اهل المصر امام لیث مصر میں رہنے والے۔

ما قالوا لرجل صلی وقرأ امامه ولم یقرأ هو صلوته باطلة۔

کسی نے بھی یہ بات نہیں کہی کہ جب نماز با جماعت ہورہی ہو امام نے قرآن پڑھ لیا، فاتحہ سورۃ پڑھ لی، اور اس نے امام کے پیچھے نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی۔

تو میں نے قرآن پاک کی آیت، اللہ کے نبی ﷺ کی تفسیر، صحابہ کی تفسیر، تابعین کی تفسیر اور امت کا اجماع اس بات پر بیان کر دیا۔ اب چونکہ پروفیسر صاحب فرما چکے ہیں کہ قرآن ہمارا ساتھ نہیں دیتا۔ میرے ان دلائل کا جواب اس طرح دیا جائے یا اللہ کے نبی ﷺ نے فرما دیا ہو کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، اگر نہیں فرمایا تو پروفیسر صاحب فرما دیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے نہیں فرمایا، اس کے بعد صحابہ نے فرمایا ہو کہ یہ آیت اسی مسئلہ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، تو ہم مان لیں گے۔

اگر نہیں تو پروفیسر صاحب نے جس طرح یہ فرمایا ہے کہ یہ مسئلہ قرآن میں نہیں، اسی طرح یہ فرما دیں کہ صحابہ نے یہ نہیں فرمایا، اس آیت کی اس تفسیر کا انکار نہیں کیا، تابعین نے انکار نہیں کیا،

اور امت کا اجماع بھی میں نے پیش کیا ہے۔ میں اسی ایک آیت پر چل رہا ہوں۔ پروفیسر صاحب اب بیان فرمائیں۔

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری۔

دیکھیں جی بات یہ ہے کہ انہوں نے مسئلہ قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسئلہ قرآن سے ثابت ہوتا ہے۔ قرآن کہتا ہے،

قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی هذا بصائر للناس.

میں تو اس کی اتباع کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے میرے اوپر وحی کی جاتی ہے اور یہ ھدایت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

اب یہ جو آیت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وعظ ہو تم سنا کرو، تا کہ تم پر رحم ہو۔ اس میں نہ آگے نماز کا ذکر ہے نہ پیچھے۔ اس میں نماز کا ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ قانون کی یہ زبان نہیں ہے۔ قانون یہ ہوتا ہے کہ باب باندھا جاتا ہے پھر روایات پیش کی جاتی ہیں۔ آپ نے دھوکہ دیا کہ قرآن سے، یہ تو حدیث سے ہے وہ تو میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ حدیث میں تفصیل ہے۔

اب دیکھئے قرآن مجید میں اس بات کی تفصیل واضح طور پر موجود نہیں۔ واذا قرئ القرآن میں قرئ مجہول کا صیغہ ہے جیسے،

واذا قرئ علیهم القرآن لایسجدون، بل الذین کفروا یکذبون. واذا قرئ علیهم القرآن لایسجدون

جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے وہ جھکتے نہیں ہیں، **بل الذین کفروا یکذبون** بلکہ کافر اس کی تکذیب کرتے ہیں،

واذا قرأت القرآن جعلنا بینک وبین الذین لا یؤمنون بالآخرة حجاباً مستورا.

اے نبی ﷺ جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے درمیان اور کافروں کے درمیان پردہ کر دیتے ہیں۔

واذا تتلیٰ علیهم آیٰتنا بینت.

جب ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں، پڑھی جانے کا مطلب کہ وعظ کیا جاتا ہے۔ سورۃ سجدہ میں موجود ہے،

وقال الذین کفروا الا تسمعوا لهذا القرآن،

اس قرآن کو نہ سنو والغوا فیه اس میں شور مچاؤ لعلکم تغلبون تا کہ تم غالب رہو۔ کافروں نے کہا لاتسمعوا نہ سنو، اللہ نے اس آیت میں فرمایا و اذا قری القرآن فاستمعوا له جب قرآن پڑھا جائے تم سنو۔ کافروں نے کہا والغوا شور مچاؤ، اللہ نے فرمایا و انصتوا تم چپ رہو۔ ان کافروں نے کہا لعلکم تغلبون اللہ نے فرمایا لعلکم ترحمون تا کہ تم پر رحم ہو۔ اس آیت میں نماز کا ذکر کہیں نہیں ہے۔

اب دیکھیں مولوی صاحبان بیٹھے ہیں اور پڑھے لکھے لوگ بھی ہیں انہوں نے قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کی، اب جو کچھ انہوں نے پڑھا ہے وہ روایتیں پڑھی ہیں یا قرآن سے تشریح کی ہے۔ کسی چیز کو ثابت کرنے کے لئے چار صورتیں ہوتی ہیں۔

نمبر ۱ عبارت النص۔ نمبر ۲۔ دلالۃ النص۔

نمبر ۳۔ اشارۃ النص۔ نمبر ۴۔ اقتضاء النص۔

زکوۃ کے مستحقین کون کون لوگ ہیں؟ قرآن بیان کرتا ہے

انما الصدقات للفقراء والمسٰکین والعملین علیها والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل

قرآن نے جو زکوۃ کے مستحقین ہیں ان کا ذکر کر دیا ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ بات اللہ نے خود

بیان کر دی، میرے بھائی سوچنے کی بات یہ ہے کہ انہوں نے جو اپنا دعویٰ پیش کیا اور اس پر دلیل دی اس میں ایک قطعی ہے، دوسری ظنی۔ قرآن قطعی ہے جو انہوں نے روایتیں پیش کیں وہ ہیں ظنی۔ اب جو مرکب ہو قطعی اور ظنی سے تو نتیجہ ارزل کے تابع ہوتا ہے، لہذا یہ بات باطل ہوگئی۔ کہ ہم نے قرآن سے ثابت کیا۔ دیکھیں قرآن کے آیت میں نماز کا کوئی ذکر نہیں نہ آگے نہ پیچھے نماز کا کوئی لفظ نہیں انہوں نے جو کتاب پڑھی ہے اس میں ہے۔

کانوا یتکلمون فی الصلوۃ فنزلت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون.

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، فرماتے ہیں کہ لوگ نماز میں باتیں کیا کرتے تھے،

فنزلت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون.

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات انہوں نے کی تھی،

اما آن لکم ان تفقهوا عبد الله بن مسعود قال کنا نسلم بعضنا علی بعض فی الصلوۃ.

ہم ایک دوسرے کو نماز میں سلام کہا کرتے تھے،

فنزلت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون.

تو یہ آیت سلام کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے، باتیں کرتے تھے، ایک دوسرے سے سوال پوچھ لیتے تھے کہ کتنی رکعتیں ہوگئی ہیں۔ بات سمجھنے کی یہ ہے کہ کیا اس آیت کے نزول کے بارے میں صحابہ تابعین کا اختلاف ہے یا اتفاق ہے۔ کیا اس بارے میں صحابہ، تابعین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ جمعہ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ یہ خطبہ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ یہ عید کے

با رے میں نازل نہیں ہوئی۔

عن عبداللہ بن مغفل عبداللہ بن مغفل ﷜ کی بھی انہوں نے پڑھی تھی،

قال کان الناس یتکلمون فی الصلوۃ

لوگ نماز میں باتیں کرتے تھے،

فانزل اللہ ھذہ الآیۃ فنھانا عن القرأۃ فی الصلوۃ

یہ آیت اتری ہمیں نماز میں باتیں کرنے سے منع کر دیا گیا۔

عن ابن مسعود انه سلم علی رسول اللہ ﷺ وھو فی الصلوۃ.

انہوں نے سلام کیا آپ ﷺ نماز میں تھے آپ نے جواب نہ دیا،

وکان الرجل قبل ذالک یتکلم فی صلوته ویأمر لحاجته

لوگ اس سے پہلے نماز پڑھتے تھے اور ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ یہ کام کرنا یہ کام کرنا۔

فلما فرغ رد علیه جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو جواب دیا،

وقال ان اللہ یفعل ما یشاء

اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، حکم نازل کر دیتا ہے،

وانھا نزلت واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون.

پھر دوسری بات جو ہے کہ مولانا نے جو پڑھا اور اس میں فاتحہ کا لفظ کہا۔ آپ دیکھیں کہ ہمارا مسلک کیا ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت کرے اس انداز سے کہ خلل واقع نہ ہو اور وہ صورت جو انہوں نے پیش کی وہ یہ تھی کہ حضور ﷺ نے فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم پچھلے

نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم حضور ﷺ کے ساتھ کہا، بلند آواز سے کہا، آپ ﷺ نے فرمایا الحمد للہ رب العلمین، انہوں نے بھی بلند آواز سے کہا الحمد للہ رب العلمین، پھراس کے بعد آپ نے کوئی سورۃ پڑھی انہوں نے بھی بلند آواز سے سورۃ پڑھی۔ اس پر یہ ہوا کہ صحابی یہ کہتے ہیں کہ آپ نے یہ فرمایا کہ کیا تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ تمہیں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے پڑھنا لازمی ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ کیسا پڑھنا؟ اس انداز سے کہ امام کی نماز میں خلل واقع نہ ہو، ہم یہ انکو چیلنج کرتے ہیں کوئی ایک یہ ایسی حدیث پیش کردیں اول تو قرآن، جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے کہ ہمارا مسئلہ قرآن سے ثابت ہے قرآن سے ثابت کردیں کہ نام الحمد کا ہو اور اس کو آہستہ پڑھنا، جیسا کہ ہمارا عمل ہے اس کے خلاف قرآن کہتا ہو تو ہم ابھی توبہ کر کے آپ کے ساتھ ملنے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑویؒ

الحمد للہ و کفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ

الذین اصطفیٰ. اما بعد.

میرے دوستو اور بزرگو پروفیسر محمد عبداللہ صاحب نے آپ کے سامنے میری پیش کردہ آیت کا جواب دینے کی کوشش فرمائی ہے۔ سب سے پہلے تو آپ نے اپنی طرف سے ایک تفسیر کی کہ یہ آیت کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ مسلمانوں کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ لیکن پھر اپنی اس ایک ہی تقریر میں اپنی اس بات کو غلط کر دیا کہ یہ نماز کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے، لیکن باتوں سے روکنے کے لئے نازل ہوئی اور پھر اسی تقریر میں اپنی دوسری بات کو بھی غلط کر دیا کہ یہ نماز کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے اور ہے فاتحہ وغیرہ کے لئے ہی، لیکن یہ کہ ساتھ ساتھ فاتحہ نہ پڑھی جائے اس بارے میں یہ نازل ہوئی ہے۔

الحمد للہ یہ بات پروفیسر صاحب نے تسلیم فرمالی کہ یہ آیت نماز ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ اور نبی ﷺ کے صحابہ نے جو فرمایا تھا (وہ صحیح تھا) دیکھئے ضرورت تو

نہیں لیکن وضاحت کے لئے عرض کرتا ہوں کہ یہ تحقیق الکلام انہوں نے حاجی صاحب کو دیا تھا عبدالرحمٰن مبارکپوری کا یہ اس کے صفحہ ۶۸ پر لکھتے ہیں کہ یہ جو بات ہے یہ صحابہ اور تابعین سے سرے سے منقول نہیں کہ یہ آیت کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اب انہوں نے یہ رعب ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ ایک اقتضاء النص ہوتی ہے۔ صحابہ اہل زبان تھے وہ ہم سے زیادہ عربی جانتے تھے، انہیں معلوم تھا کہ اقتضاء النص کیا ہے، لیکن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر یہ بیان فرمارہے ہیں، اب رہی یہ بات کہ اس میں کلام کا ذکر ہے یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت پڑھی ہے، عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری فرماتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ اس کی سند کیا ہے۔ عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری کو تو اس کی سند نہ ملی، آؤ میں بتاتا ہوں اس کی سند کے بارے میں، اس کی سند کا راوی عبداللہ بن عامر اسلمی ضعیف ہے، لیکن پھر بھی یہ ہمارے خلاف نہیں۔

دیکھئے ایک آیت نازل ہوتی ہے مشرکین مکہ کے بارے میں کہ بت کو سجدہ نہ کرنا وہ بت کے بارے میں نازل ہوتی ہے لیکن بعد میں مفسرین دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی قبر کو سجدہ کر رہا ہے تو اس کا بھی اس میں ذکر کر دیتے ہیں، کہ قبر کو بھی سجدہ نہیں کرنا۔ کوئی درخت کو سجدہ کر رہا ہے اس کا بھی اس میں ذکر کر دیتے ہیں کہ درخت کو سجدہ نہیں کرنا اور آیت وہی (بت والی) بیان فرماتے ہیں۔ اس سے کوئی آدمی بھی یہ نہیں سمجھتا کہ اگر کسی مفسر نے یہ بات لکھ دی ہے کہ یہ آیت قبر کے لئے ہے تو اب یہ بت کی تردید کے لئے نہیں رہی، یا نازل نہیں ہوئی تھی۔ ہم کب کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے باتیں کرو۔

یہ بات عقل کے بھی خلاف ہے۔ اس کا معنی یہ نکلے گا کہ جب تک امام قرآن پڑھے تم باتیں نہ کیا کرو، بعد میں کرتے رہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کیونکہ اس کا مطلب تو یہی ہوگا کہ نماز باجماعت میں جب تک تمہارا امام قرآن پڑھ رہا ہے اس وقت تک تم نے باتیں نہیں کرنی۔ اس کے علاوہ اگر پروفیسر صاحب منع دکھادیں تو میں مان لوں گا۔ ہم تو دوسری آیتوں سے مانتے ہیں۔

اس لئے اس آیت کا یہ کوئی جواب نہیں۔

میں نے آیت کی تفسیر صحابہؓ سے بیان کی اور میں نے کہا تھا کہ اس کا حل اس طرح ہوگا کہ ایک اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث بیان فرما دیں کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ پروفیسر صاحب نے یہ بیان کیا اور نہ یہ کر سکتے ہیں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ جب صحابہ نے اس آیت کا یہ شان نزول بیان فرمایا تو پروفیسر صاحب کسی کتاب سے ثابت کر دیں کہ فلاں صحابیؓ نے اٹھ کر کہا ہو اے عبداللہ بن عباسؓ تمہیں عربی نہیں آتی، معاذ اللہ تمہیں اشارۃ النص کا پتا نہیں ہے کہ عربی کا اشارۃ النص کس طرح ہوتا ہے، تم اس آیت کو نماز پر کس طرح لگا رہے ہو۔ نہ اس سے پہلے نماز کا ذکر ہے نہ اس کے بعد نماز کا ذکر ہے، نہ مکہ مکرمہ میں ٹوکا، نہ مدینہ منورہ میں اعتراض کیا۔

پھر میں نے اجماع امت پیش کیا مدینہ کے امام، امام مالکؒ، شام کے امام اوزاعیؒ، مصر کے امام امام لیثؒ، کوفہ کے امام سفیان ثوریؒ، میں نے ان سب سے یہ بات بیان کی پروفیسر صاحب نے یہ بھی کہا کہ باب ہونے چاہئیں۔ الحمد للہ ہم دکھاتے ہیں یہ مصنف ابن ابی شیبہ ہے امام بخاریؒ کے استاد کی حدیث کی کتاب ہے، اس میں باب باندھا ہوا ہے اور یہی شان نزول لکھا ہے۔ نزلت فی الصلوۃ المکتوبۃ فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی، اور امام کے پیچھے قرأت سے روکنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ (۱)

(۱) حدثنا ابوبکر قال ثنا هشيم قال اخبرنا مغيرة عن ابراهيم فی قوله تعالى ﴿واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾ قال فی الصلوة المکتوبة.

(۲) حدثنا هشيم عن العوام عن مجاهد قال فی خطبة الامام يوم الجمعة

(۳) حدثنا هشيم قال انا جويبر عن الضحاک قال فی الصلوة المکتوبة وعند الذکر.

(۴) حدثنا وکيع عن جرير عن الشعبی وعن سفيان عن جابر عن مجاهد

یہ امام بیہقیؒ کی کتاب کتاب القرأت ہے اس میں انہوں نے باب باندھا ہے اس مسئلے

عن ابی المقدام عن معاویة بن قرة عن عبدالله بن مغفل فی قوله تعالیٰ ﴿واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾ قالوا فی الصلوة.

(۵) حدثنا هشیم قال انا من سمع الحسن یقول عند الصلاة المکتوبة وعند الذکر.

(۶) حدثنا ابو خالد الأحمر عن البختری عن ابی عیاض عن ابی هریرة قال کانوا یتکلمون فی الصلوة فنزلت ﴿واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾ قالوا هذا فی الصلوة.

(۷) حدثنا ابو خالد الأحمر عن اشعث عن ابراهیم قال کان النبی ﷺ یقرأ ورجل یقرأ فانزل الله تعالیٰ. ﴿واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾

(۸) حدثنا غندر عن شعبة عن منصور قال سمعت ابراهیم بن ابی حسن انه سمع مجاهدا قال فی هذه الآیة ﴿واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾ قال فی الصلوة والخطبة یوم الجمعة.

(۹) حدثنا عبدالله بن ادریس عن لیث عن مجاهد ﴿واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾ قال فی الصلوة المکتوبة.

ترجمہ۔

(۱) بیان کیا ہمیں ابوبکر نے وہ فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہمیں ہشیم نے انہوں نے فرمایا کہ خبر دی ہمیں مغیرہ نے ابراہیم نخعی سے حق تعالیٰ کے قول ﴿واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾ کے بارے میں کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ فرض نماز کے بارے میں ہے۔

(۲) بیان کیا ہمیں ہشیم نے عوام سے انہوں نے مجاہد سے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ جمعہ کے دن امام کے خطبے کے بارے میں ہے۔ نوٹ۔ جمعہ کے خطبے کے بارے میں ہوتا بھی ہمارے

کے لئے ،اور ذکر کیا ہے،

واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم

خلاف نہیں ہے اس کا تفصیلی جواب رئیس المناظرین نے مناظرہ میں دے دیا ہے۔

(۳) بیان کیا ہمیں ہشیم نے کہ وہ فرماتے ہیں کہ خبر دی ہمیں جویبر نے ضحاک سے انہوں نے فرمایا کہ یہ فرض نماز کے بارے میں اور ذکر کے بارے میں ہے۔

(۴) بیان کیا ہمیں وکیع نے جریر سے انہوں نے شعبی اور سفیان سے وہ جابر سے وہ مجاہد سے وہ ابوالمقدام سے وہ معاویہ بن قرہ سے وہ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا﴾ کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۵) بیان کیا ہمیں ہشیم نے انہوں نے فرمایا کہ خبر دی ہمیں اس نے جس نے حسن کو سنا کہ وہ فرمارہے تھے کہ یہ نماز مکتوبہ اور ذکر کے وقت کے لئے ہے۔

(۶) بیان کیا ہمیں ابو خالد احمر نے بختری سے انہوں نے ابوعیاض سے انہوں نے ابو هریرة رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ لوگ نماز میں باتیں کرلیا کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا﴾ انہوں نے فرمایا یہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۷) بیان کیا ہمیں ابو خالد احمر نے اشعث سے انہوں نے ابراہیم سے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قرأت فرماتے تو آدمی بھی قرأت کرتا پس یہ آیت نازل ہوگئی ﴿واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا﴾۔

(۸) بیان کیا ہمیں غندر نے شعبہ سے انہوں نے منصور سے انہوں نے فرمایا میں ابراہیم بن ابی حسن سے سنا انہوں سے مجاہد نے سنا کہ انہوں نے اس آیت ﴿واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا﴾ کے بارے میں فرمایا کہ یہ نماز اور جمعہ کے دن خطبہ کے بارے میں

ترحمون.

اور چار صحابہ اور بائیس تابعین کی روایتیں اس میں نقل کر رہے ہیں، کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

یہ تیسری کتاب سنن نسائی صحاح ستہ کی کتاب ہے، یہ میں پروفیسر صاحب کو دکھا رہا ہوں یہ باب باندھا ہے،

باب تاویل قوله تعالیٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون.

تو کون کہتا ہے کہ باب نہیں۔ پروفیسر صاحب نے آخر میں مان لیا ہے کہ آیت اسی مسئلہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن فرماتے ہیں کہ اونچی پڑھنے سے روکنے کے لئے نازل ہوئی ہے۔ یہ پروفیسر صاحب نے بات فرمائی اور یہ فرمایا کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ امام کے ساتھ ساتھ پڑھو، ہم یہ کہتے ہیں کہ امام پڑھ لے مقتدی بعد میں پڑھ لے۔

میں نے جو روایت پیش کی تھی پروفیسر صاحب نے غور نہیں فرمایا، حاجی صاحب ذرا توجہ فرمائیں اذا قرأ فی الصلوۃ اجابه من ورائه جواب سوال کے بعد ہوتا ہے یا ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ بسم اللہ پڑھ لیتے تھے، پھر یہ بعد میں پڑھتے تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ فاتحہ کا جملہ پڑھ لیتے تھے پھر وہ بعد میں پڑھتے تھے، جیسے پروفیسر صاحب کہتے ہیں کہ ہم پڑھتے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اس کو روکا اور اس پر میں بات ختم کر دوں گا کہ پروفیسر صاحب یہاں جو اونچی آواز کا لفظ ہے، اس پر نشان لگا دیں۔ اگر یہ نہیں ہے تو پروفیسر صاحب کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ

نازل ہوئی۔

(۹) بیان کیا ہمیں عبداللہ بن ادریس سے انہوں نے لیث سے انہوں نے مجاہد سے ﴿واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾ فرمایا یہ فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وہ اونچی آواز کا بہانہ بنائیں۔

میں نے جتنی روایتیں پیش کیں ان میں اونچی آواز کا لفظ نہیں ہے، اگر ہے تو پروفیسر صاحب نشان لگا دیں۔ ہماری کوئی لڑائی نہیں ہم نے اللہ کے نبی ﷺ کی بات سمجھنی سمجھانی ہے، ہم کیوں اپنا بھی وقت ضائع کریں اور اپنے ان دوستوں کا وقت بھی ضائع کریں۔ اگر ان میں اونچی آواز کا لفظ ہے تو آپ بیان کریں، میں بات ختم کر دیتا ہوں، اور میں لکھ کر دے دوں گا کہ یہ لفظ مجھے نظر نہیں آیا تھا پروفیسر صاحب نے بتا دیا ہے۔ بات واقعی پروفیسر صاحب کی صحیح ہے بات ختم ہو جائے گی پروفیسر صاحب نے تھوڑے سے وقت میں تفسیر کے بارے میں تین فیصلے بدلے ہیں۔

پہلا یہ کہ کافروں کے لئے۔

دوسرا یہ کہ مسلمانوں کے لئے نماز کے لئے اور نماز میں باتیں کرنے کے لئے۔ ہم کب کہتے ہیں کہ نماز میں باتیں کرو، نہ ہم کرتے ہیں یہ ہمارے خلاف ہے ہی نہیں۔

اور تیسرا آخر میں پروفیسر صاحب اس بات پر آگئے کہ یہ نماز کے لئے ہی نازل ہوئی باجماعت نماز کے لئے ہی نازل ہوئی، لیکن اس لئے کہ پیچھے اونچی نہ پڑھو۔

اونچی نہ پڑھنے کا لفظ پروفیسر صاحب مجھے دکھا دیں بات ختم ہو جائے گی۔ فیصلہ ہو چکا ہے۔ الحمدللہ یہ بات قطعاً اس میں ثابت نہیں ہے، پروفیسر صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو قرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون. کی تفسیر نہیں آتی تھی۔ پروفیسر صاحب اس کو حم السجدہ میں جا کر کافروں کے ساتھ لگا رہے ہیں، کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ یہ جو اس کے ساتھ یؤمنون کھڑا ہے یہ پروفیسر صاحب کو نظر نہیں آرہا اور اس آیت کی وہ تفسیر کرنا چاہتے ہیں کہ جس کے بارے میں عبدالرحمٰن مبارکپوری تحقیق الکلام میں لکھ گیا ہے کہ یہ تفسیر کہ یہ آیت کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کسی صحابی نے بیان نہیں کی۔

صحابہ کو تفسیر کا حق تھا یا نہیں؟ (تھا)۔ تابعین میں سے کسی نے بھی بیان نہیں کی۔ حاجی صاحب میں آپ کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ انصاف ہو تو مسئلہ واضح ہے۔ یہ میں نے روایت بیان کی ہے،

انـمـا جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا قرأ فانصتوا.

اگر یہ پوری حدیث لکھ دیتے تو مسئلہ حل ہو جاتا انہوں نے آگے نہیں لکھا،

واذا قال الامام غير المغضوب عليهم ولا الضآلين فقولوا آمين واذا ركع فاركعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لك الحمد.

حدیث تو یہ چاہیے تھی کہ جس طرح اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا، اذا كبر فكبروا امام اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو، واذا قرأ الفاتحة فاقرأو الفاتحة جب امام فاتحہ پڑھے تم فاتحہ پڑھو، واذا قرأ السورة فانصتوا جب امام سورۃ پڑھے تم خاموش ہو جاؤ۔ تو دیکھئے کہ انہوں نے حدیث نامکمل نقل کی اور آگے جا کر جواب دیتے ہیں کہ اس سے فاتحہ مراد ہی نہیں، فاتحہ کب مراد رہے گی جب حدیث ہی نامکمل پیش کی اور لکھا ہے واذا قرأ فانصتوا کو ماعدا الفاتحہ پر محمول کریں، آپ اندازہ لگائیں اللہ کے نبی ﷺ کی حدیثوں کے ساتھ یہ دھوکہ، اور یہ وہ کتابیں ہیں جو میرے حاجی صاحب جیسے دوستوں کو لا کر دی جاتی ہیں اور حاجی صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ قرآن کی خدمت کر رہے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیثوں کو ٹکڑے کر کے لکھنا میرے خیال میں یہ ایک مسلمان کی شان نہیں ہے اور پھر اس طرح کاٹ کر حدیث پیش کرنا اور پھر اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان غير المغضوب عليهم ولا الضآلين کاٹ کر آگے یہ لکھ دینا کہ یہ فاتحہ کے لئے نہیں ہے، میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ انداز صحیح نہیں ہے۔ میں پروفیسر صاحب سے بھی یہ عرض کروں گا کہ آپ بھی یہ انداز اختیار نہ فرمائیں جو مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کا تھا۔ ہم

نے بات بھی سمجھائی ہے۔

پروفیسر حافظ عبداللہ صاحب۔

میں نے یہ عرض کیا تھا کہ جماعت کا سلسلہ مدینہ منورہ میں شروع ہوتا ہے اور یہ آیت مکی ہے، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ آیت مکی ہے۔ اور میں نے قرآن کریم کی آیت آپ کے سامنے پیش کی تھی،

وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن.

کافروں نے کہا کہ قرآن کو نہ سنو،

والغوا فیہ لعلکم تغلبون.

اور شور مچاؤ اس میں تاکہ تمہاری جیت رہے۔ جب تم شور مچاؤ گے لوگوں کے پلے کچھ نہ پڑے گا، نبی ہارے گا تم جیتو گے۔ کیا یہ کافر نماز کے بارے میں جو شور مچاتے تھے؟ کافر تو جب حضور ﷺ وعظ فرماتے اس وقت شور کرتے تھے۔ اس وقت کی یہ بات ہے نماز کے بارے میں تو یہ ہے ہی نہیں۔ اور پھر یہی لفظ میں نے آپ کو قرآن کی آیت پڑھ کر سنائی واذا قری علیھم القرآن وہی قری ماضی مجہول کا صیغہ ہے، لا یسجدون وہ سجدہ نہیں کرتے، مانتے نہیں، جھکتے نہیں، بل الذین کفروا یکذبون بلکہ کافر قرآن کی تکذیب کرتے ہیں۔ میں نے اپنی طرف سے تفسیر نہیں کی، یہ تفسیر ابن کثیر ہے

واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون.

میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس قرآن کے اندر نہ نماز کا لفظ ہے، اسی قرآن مجید کے اندر نہ مقتدی کا لفظ ہے اور نہ کوئی اور لفظ۔ اس میں عام بات بیان کی گئی ہے۔ واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون. جب قرآن پڑھا جائے تو تم قرآن کا وعظ سنو خاموش رہو۔ انہوں نے کہا کہ اونچی آواز کا ذکر نہیں ہے، یہ ہے،

البيهقي في القرأت عن ابن عباس في قوله تعالى

واذا قرئ القرآن نزلت في رفع الاصوات خلف رسول الله ﷺ في الصلوة.

یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ لوگ آوازیں اونچی کرتے تھے خلف رسول الله ﷺ

ال اللہ ﷺ کے پیچھے في الصلوة نماز میں، وفي الخطبهة يوم الجمعة اور خطبہ میں بھی،

ان، وفي العيدين اور عیدین میں بھی فنهاهم عن الكلام في الصلوة آپ ﷺ

ان کو نماز میں کلام کرنے سے منع فرمادیا، وفي الخطبهة اور خطبہ میں، اس لئے کہ وہ بھی

علم میں ہے کہ جو آدمی باتیں کرے گا اس کی نماز وغیرہ نہیں ہے۔

میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ صحابہ نے جو مختلف تفسیریں بیان کی ہیں اس کے متعلق

اصول ہیں،

قال الزركشي في البرهان قد عرف من عادة الصحابة.

صحابہ کی عادت سے یہ بات معلوم ہوئی ہے والتابعين اور تابعین کی عادت سے بھی

ان احدهم اذا قال نزلت هذه الآيت في كذا کہ جب صحابی یا تابعی کہے کہ یہ آیت اس

میں نازل ہوئی ہے، فانه يريد بذالك انها تتضمن هذا الحكم کہ یہ چیز بھی اس

آتی ہے۔ یہ چیز بھی اس حکم کے تحت آتی ہے، لاان هذا كان سبب في نزولها یہ

کا استدلال ہے کوئی خطبے کیلئے فٹ کرتا ہے، کوئی عید کے لئے فٹ کرتا ہے، کوئی نماز کے لئے

تا ہے، اور پھر نماز بھی کیا اونچی آواز سے پڑھے، ساتھ ساتھ پڑھے، جس سے مخالجت ہو جو

ن بحث ہے، اس کو یہ ہاتھ تک نہیں لگا رہا۔

انہوں نے کہا لا تسمعوا هذا القرآن قرآن نے فرمایا تم سنو گے تم پر رحمت

نماز کا ذکر کہیں نہیں ہے، جب نماز کا ذکر نہیں ہے تو مقتدی کا ذکر کہاں ہے؟ اب سوال ہی

پیدا نہیں ہوتا۔

مولانا عبدالحی لکھنویؒ فرماتے ہیں کہ یہ جو آیت مذکور ہے، جس سے ہمارے حنفی بھائی استدلال کرتے ہیں اپنے مذہب پر یہ دلالت نہیں کرتی،

علی عدم جواز القرأت اذا جهر الامام فی الصلوة.

جب امام بلند آواز سے پڑھ رہا ہو مقتدی قرأت نہ کرے، یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ میں نے پہلے بھی یہ کہا تھا کہ فیصلہ حدیث کرتی ہے، قرآن فیصلہ نہیں کرتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا انہیں فرمایا تھا **خاصمهم بالسنة** ان سے سنت سے بات کرنا **فانهم لن يجدو عنها محيصا**، وہ بھاگ نہیں سکیں گے۔ آپ کو یہ بات تسلیم کرنی ہوگی کہ اس آیت میں نہ نماز کا ذکر ہے، نہ مقتدی کا ذکر ہے، نہ امام کا ذکر ہے۔ اس کے اندر یہ ہے کہ قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اب اگر یہ آیت اس بارے میں ہے، تو نماز ہو رہی ہے، ایک حنفی آتا ہے وہ اللہ اکبر کہتا ہے، وہ کیوں کہتا ہے، حالانکہ اس کو چپ رہنا چاہئے۔ جب اللہ اکبر کہتا ہے تو معلوم ہوا کہ جو واجبات ہیں، جو ضروری ہیں، وہ بے شک ادا کرو، اس آیت کے مخالف نہیں۔

اس بات کو حدیث ثابت کرے گی۔ کہ اس سے کیا کیا چیز ثابت ہوتی ہے میں پھر آپ کی توجہ اس طرف دلاؤں یہ کتاب فلاں کی، یہ عبدالرحمٰن کی، ان کتابوں سے یہ قطعاً ثابت نہیں کر سکتے کہ مقتدی قرأت نہ کرے، اور قرأت بھی وہ جو ہمارا دعویٰ ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی دکھائی تھی۔ ہم نے بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی دکھا دی۔ اور بیہقی کا حوالہ دیا،

والبيهقی فی القرأت عن ابن عباس واذا قرئ نزلت فی رفع الاصوات خلف رسول الله ﷺ وابن ابی شيبه عن مجاهد قال هذا فی الصلوة والخطبة يوم الجمعة.

یہ مجاہدؒ بات کر رہے ہیں۔ اب دیکھیں یہ باتیں تو چلتی رہیں گی، مولوی تو کبھی نہیں ماننے گا نہ میں نہ یہ۔ لیکن یہ بات تو طے ہے کہ جو میں نے شروع سے عرض کیا تھا کہ قرآن سے مولوی

ا ب۔ یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے۔ یہ کہتے ہیں کہ فلاں کہتا
۔۔ فلاں کہتا ہے۔ قرآن تو نہیں کہتا۔ قرآن میں نہ نماز کا لفظ ہے، نہ مقتدی کا لفظ ہے۔ یہ بالکل
ا ن ہے۔

اگر آپ کا یہ دعوی ہے کہ قرآن سے ثابت ہوگیا ہے۔ قرآن سے اگر واضح ہے تو بتاؤ۔
ا ۔ قرآن رکوع کے بارے میں بتاتا ہے؟ سجدے کے بارے میں بتاتا ہے؟، جو نماز کے چھ
ا ں ہیں، اور امام صاحب کے نزدیک سات فرض ہیں ان کے بارے میں تو قرآن بتاتا ہے؟
۔ ب یہ الحمد ہی رہ گئی کہ جس کو قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ نہ نماز کا نام، نہ قرأت کا نام،
۔ تدی کا نام۔ اور پھر واذا قری جابجا قرآن میں آتا ہے

واذا قرئ عليهم القرآن لايسجدون بل الذين كفروا يكذبون.

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی۔

الحمد لله وكفىٰ والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفىٰ. اما بعد.

میرے دوستو، میں نے پروفیسر صاحب کے سامنے اور آپ سب کے سامنے قرآن کی
ا ت،

واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون

پیش کی۔ میں نے کہا تھا کہ قری مجہول کا صیغہ ہے، جیسے کہتے ہیں کہ خط زید نے لکھا تو
۔ لو پتا ہوتا ہے کہ خط زید نے لکھا۔ جب کہا جاتا ہے کہ خط لکھا گیا ہے، اب پتا نہیں کہ کس نے
لکھا ہے۔ تو پتا چلانا پڑتا ہے۔
اب میں نے اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث سے تفسیر بیان کردی اس میں غیــــــــر

میں بھی پروفیسر صاحب کو کہتا ہوں کہ صرف ایک صحابی کا قول جس نے یہ کہا ہو کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی ہے یہ میرا چیلنج ہے۔ یہ کسی صحابی سے ثابت نہیں، میں پورے چیلنج سے کہتا ہوں یہ کہ مکہ میں جماعت نہیں ہوئی، یہ کسی صحابی کا قول نہیں۔

پروفیسر صاحب اپنی طرف سے باتیں کر رہے ہیں اور یہ بھی میں نے عرض کر دیا تھا کہ خطبے میں بھی ہم خاموش رہتے ہیں، اور یہ آ کر خطبے میں نفل پڑھتے ہیں، ہم خاموش رہتے ہیں انہوں نے نہ نماز میں اس آیت کو مانا نہ خطبے میں اس آیت کو مانا، نہ عید میں اس آیت کو مانا، ہم عید میں بھی باتیں نہیں کرتے۔ انہوں نے نہ عید میں مانا، نہ جمعہ میں مانا، نہ اور جگہ مانا۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ اونچی آواز کے بارے میں نازل ہوئی اور علامہ عبدالحیؒ لکھنوی کا قول پیش کیا۔ پیش صحابہ کا قول کرنا تھا، کر عبدالحیؒ لکھنوی کا رہا ہے۔ یہ دیکھیں بخاری شریف آیت نازل ہوئی **لا تحرک به لسانک لتعجل به** حضرت جبرائیل علیہ السلام جب قرآن لے کر نازل ہوتے تھے تو اللہ کے نبی ﷺ کو قرآن سناتے تھے تو اللہ کے نبی ﷺ اس خوف سے کہ کہیں کوئی لفظ بھول نہ جائے، ساتھ ساتھ پڑھتے تھے۔ یہاں لفظ ہیں **یحرک شفتیه** صرف حضرت ﷺ کے ہونٹ ہلتے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی ہونٹ ہلا کر دکھائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساتھ نہ پڑھیں **فاستمع له و انصت**.[1]۔ وہی لفظ فرماتے ہیں، اس سے پتا چل گیا کہ اگر زبان ہل جائے تو بھی **انصتوا** کے خلاف ہے، اگر ہونٹ ہل جائیں پھر بھی **انصتوا** کے

---

(۱). **حدثنا موسی بن اسماعیل قال اخبرنا ابو عوانه انه قال حدثنا موسی بن ابی عائشة قال حدثنا سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قوله تعالیٰ ﴿لا تحرک به لسانک لتعجل به﴾ قال کان رسول الله ﷺ یعالج من التنزیل شدة و کان مما یحرک شفتیه فقال ابن عباس رضی اللہ عنہ فانا احرکهما لک کما کان رسول الله ﷺ یحرکهما وقال سعید انا احرکهما کما رأیت ابن عباس یحرکهما فحرک شفتیه فانزل الله تعالی ﴿لا تحرک به لسانک لتعجل به ان**

خلاف ہے۔ پروفیسر صاحب نہ زبان ہلائیں نہ ہونٹ، پھر جو چاہیں کریں۔

یہ بخاری شریف میرے پاس ہے، پروفیسر صاحب بھی چودھویں صدی کی بات بتا رہے ہیں بھی کسی صدی کی، میں صحیح بخاری سے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے بتا رہا ہوں اور خود اللہ تعالیٰ سے لا تحرک به لسانک اور اللہ کے نبی ﷺ سے یہ باتیں بیان کر رہا ہوں، تو دیکھئے

علینا جمعه وقرآنه ﴾ قال جمعه لک صدرک وتقرأه ﴿فاذا قرأناه فاتبع قرانه﴾ قال فاستمع له وانصت . ﴿ثم ان علینا بیانه ﴾ ثم ان علینا ان تقرأه فکان رسول الله ﷺ بعد ذالک اذا اتاه جبرنیل استمع فاذا انطلق جبرنیل قرأه النبی ﷺ کما قرأه. (بخاری ص ۳)

ترجمہ۔سند کے بعد، ابن عباس ؓ سے اس آیت کی تفسیر میں، (اے پیغمبر ﷺ) جلدی سے وحی کو یاد کر لینے کے لئے اپنی زبان کو نہ ہلایا کرو، ابن عباس نے کہا آنحضرت ﷺ پر قرآن اترنے سے (بہت) سختی ہوتی تھی اور آپ اکثر اپنے ہونٹ ہلاتے تھے (یاد کرنے کے لئے) ابن عباس نے (سعید سے) کہا میں تجھ کو بتاتا ہوں ہونٹ ہلا کر جیسے رسول اللہ ﷺ ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے۔ سعید نے کہا میں اپنے دونوں ہونٹ ہلا کر دکھاتا ہوں جیسے میں نے ابن عباس ؓ کو دیکھا کہ وہ ہونٹ ہلاتے تھے۔ پھر سعید نے اپنے دونوں ہونٹ ہلائے، ابن عباس ؓ نے کہا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، وحی کو یاد کرنے کے لئے اپنی زبان نہ ہلایا کرو، قرآن کا تجھ کو یاد کرادینا اور پڑھادینا ہمارا کام ہے، ابن عباس ؓ نے کہا یعنی تیرے دل میں جمادینا اور پڑھادینا (پھر یہ جو اللہ نے فرمایا) ہمارا کام ہے کہ اس کا بیان کر دینا یعنی تجھ کو پڑھادینا، پھر ان آیتوں کو اترنے کے بعد آنحضرت ﷺ ایسا کرتے تھے (کہ) جب جبریل آپ کے پاس آکر قرآن سناتے تو آپ (چپکے) سنتے رہتے، جب وہ چلے جاتے تو آنحضرت ﷺ اسی طرح قرآن پڑھ دیتے جیسے حضرت جبریل نے پڑھا تھا۔

میں حیران ہوں پروفیسر صاحب کو نہ بخاری شریف کا پتا ہے کہ اس میں مکہ مکرمہ میں جماعت کا ذکر ہے، نہ اس کا پتا ہے کہ یہ خود پہلے فرما چکے ہیں کہ آیت اسوقت نازل ہوئی جب حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ ایمان لا چکے تھے، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ سات ھجری میں مسلمان ہوئے، مدینہ منورہ میں مسلمان ہوئے۔

پروفیسر صاحب بات فیصلے کی یہ ہے کہ میں نے شروع میں جو بات کی کہ آیت اس مسئلہ کے بارے میں ہے، میں ابھی تک اس پر ہوں نبی ﷺ کے فرمان کی وجہ سے، اس پر ہوں صحابہ کی تابعداری میں، اس پر ہوں اجماع امت کی وجہ سے۔ اور پروفیسر صاحب کئی باتیں بدل چکے ہیں۔

نمبر۱۔ یہ کافروں کے لئے ہے۔

نمبر۲۔ یہ باتوں سے روکنے کے لئے ہے۔

نمبر۳۔ یہ خطبے کے لئے ہے۔

نمبر۴۔ یہ نماز کے لئے اور قرأت کے لئے ہے۔ لیکن اونچی سے روکنے کے لئے۔

تو دیکھئے آج تک پروفیسر صاحب مجھ سے زیادہ عمر والے ہیں، قرآن کی ایک آیت کی تفسیر صحیح نہیں سمجھ سکے ورنہ میری طرح ایک ہی بات بیان کرتے اور میں نے جو بات بیان کی اس پر الحمد للہ قائم ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہ بات صحیح ہے۔

میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ اس نے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت اونچی آواز والی کتاب القراۃ بیھقی سے پیش کی ہے، اس کا پہلا راوی ضعیف ہے۔ پروفیسر صاحب اگر آپ کو علم اسماء الرجال سے کوئی تعلق ہے اور علم حدیث آپ نے واقعی کسی استاد سے پڑھا ہے تو مجھے اس کی سند صحیح ثابت کر کے دکھائیں۔

نمبر۲۔ پروفیسر صاحب نے ایک بڑی عجیب بات ارشاد فرمائی ہے کہ حق کی بات نہ ہم مانیں گے نہ یہ مانیں گے، پروفیسر صاحب اپنے بارے میں جو چاہیں فرمائیں لیکن میں الحمد للہ

اپنے بارے میں اور اپنی جماعت کے بارے میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ حق بات کو ماننے میں ہم شکست نہیں سمجھتے بلکہ فتح سمجھتے ہیں۔ جو حق بات ہو ہم مانیں گے، میں یہ نہیں کہتا کہ ہم نہیں مانیں گے۔ پروفیسر صاحب نے خود یہ بات مان لی کہ حق بات نہ ہم مانیں گے نہ یہ۔ لیکن پروفیسر صاحب یہ اپنے بارے میں تو کہیں، لیکن ہمارے بارے میں نہ کہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ پروفیسر صاحب اگر آپ اسی طرح رہے آپ نے نہ نبی ﷺ کی تفسیر مانی، نہ صحابہ کی تفسیر مانی، نہ آپ نے اجماع امت کو مانا، تو پھر آپ حق کہاں سے لیں گے؟ نہ حق آپ کے پاس ہوگا نہ آپ مانیں گے۔

بہر حال میں نے یہ باتیں واضح کر دی ہیں۔ بات تو ختم ہے پروفیسر صاحب سے میں مطالبہ کر رہا ہوں کہ قرآن پاک کی اسی آیت کے بارے میں ایک صحابی کا قول پیش کریں کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، اگر ایسا قول ہو پھر رد ہوگا۔ ایک تابعی کا قول ہو۔ میں نے اجماع امت بیان کیا۔ اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد ہو کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔

پروفیسر صاحب کہتے ہیں کہ میں حق نہیں مانوں گا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پروفیسر صاحب ایک صحابی کا قول پیش کریں میں اسی وقت اٹھ کر اعلان کروں گا کہ پروفیسر صاحب نے مجھے یہ بات بتا دی ہے میں مان گیا ہوں اور یہ میری شکست نہیں الحمد للہ فتح ہے۔

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری۔

یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت مکی نہیں ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے مولانا رشید احمد گنگوہی کی۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی۔

صحابہ سے تفسیر پیش کرو۔ یہ بات پہلے طے ہوگئی تھی کہ صحابہ سے تفسیر پیش کی جائے گی یا تابعین سے۔

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری۔

یہ آیت مکی ہے مدنی نہیں۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے سبیل الرشاد میں لکھا ہے، باتفاق محدثین ومفسرین یہ آیت مکی ہے کسی نے اس کے مکی ہونے سے انکار نہیں کیا۔ میں نے ایک حنفی عالم کا حوالہ دیا ہے۔ یہ دیکھیں تفسیر جلالین ہے، اس میں لکھا ہوا ہے سورۃ الاعراف مکیۃ یہ تفسیر جلالین ہے، اب جب یہ مکی ہے۔ یہ جتنے عالم ہیں یہ سب مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے شاگرد ہیں، بلاواسطہ یا بالواسطہ۔ وہ صاف طور پر یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ مکی ہے۔ پھر یہ نورالانوار ہے اس میں لکھا ہے،

وحکمها بين الايتين المصير الى السنة لان الايتين اذا تعارضتا تساقطتا.

جب دو آیتوں میں تعارض ہو تو وہ گر جاتی ہیں،

فلا بدللعمل من المصير الى ما بعده وهو السنة.

پھر ہمیں سنت کی طرف جانا پڑے گا۔

ولا يمكن المصير الى الاية الثالثة.

تیسری آیت کی طرف نہیں جاسکتے،

لانه يفضى الى الترجيح بكثرة الادلة.

اس لئے کہ کثرت دلائل کی وجہ سے ترجیح کا مسئلہ پیدا ہوگا،

ذالک لايجوز.

اور یہ قرآن میں جائز نہیں۔

مثاله قوله تعالىٰ فاقرؤا ما تيسر من القرآن مع قوله تعالىٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا

ان دونوں آیتوں کا آپس میں ٹکراؤ ہے اور جب ٹکراؤ ہے،

فان الاول بعمومه یوجب القرأت علی المقتدی والثانی بخصوصه ینفیه وقد وردا فی الصلوة جمیعا فتساقطتا.

دونوں ساقط ہو گئیں۔ دونوں سے استدلال نہیں ہو سکتا۔ آگے دیکھئے گا،

فیصار الی الحدیث بعده.

اس کے بعد ہم حدیث کی طرف جائیں گے۔

وهو قوله علیه السلام من کان له امام فقرأة الامام له قرأت.

اب ہم حدیث کی طرف جائیں گے یہ ان کے بڑے ہیں۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی۔

ترجمہ بھی کرو۔

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری۔

اب ہم حدیث کی طرف جائیں گے،

من کان له امام

جس کا امام ہو،

فقرأة الامام له قرأت.

امام کی قرأت مقتدی کی قرأت کو بھی کفایت کر جائے گی۔ لیکن کون سی قرأت؟ ہم کہتے ہیں کہ الحمد تو فرض ہے۔

(پروفیسر عبداللہ بہاولپوری صاحب کے اس پھنسنے پر لوگوں کی ہنسی قابل دید

تھی لوگ پروفیسر صاحب کے ڈھیٹ پن پر تعجب کر رہے تھے، اس پر کسی نے کہا کہ کیا الحمد قرآن نہیں ہے؟ اس پر پروفیسر صاحب نے کہا کیا الحمد اور باقی قرآن سارا برابر ہے؟ اس پر کسی نے کہا کہ سارا برابر ہے، اس پر پروفیسر صاحب نے کہا کہ کیا حکم مختلف نہیں؟)

پھر پروفیسر صاحب نے فرمایا

کہ میں نے یہ کہا ہے کہ یہ اسی آیت سے استدلال کر رہے ہیں یہ اس سے استدلال نہیں کر سکتے۔ یہ حنفی عالم کہہ رہے ہیں کہ ہم اس سے استدلال نہیں کر سکتے اور یہ اس کو پیش کر کے اس سے استدلال کر رہے ہیں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ فاتحہ قرآن ہے، بے شک قرآن ہے، لیکن قرآن قرآن کے ہونے میں فرق ہے۔ جو نسبت الحمد کی نماز کے ساتھ ہے باقی قرآن کی نہیں۔ کوئی امام ہو حنفی ہو یا اہل حدیث ہو الحمد ضرور پڑھے گا باقی قرآن خواہ کہیں سے پڑھ لے۔ لیکن الحمد ضرور پڑھتا ہے۔ اگر سارا قرآن برابر ہے اور الحمد بھی برابر ہے تو پھر یہ کیوں پڑھی جاتی ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی۔

یہ لکھا ہے کہ یہ آیت بخصوصہ خاص مقتدی کو پڑھنے سے منع کر رہی ہے۔

پروفیسر صاحب۔ (احمق)

اس نے دو آیتیں لکھی ہیں ایک **واذا قرئ القرآن** دوسری **فاقرؤا ما تیسر من القرآن** انہوں نے کہا کہ **فاقرؤا ما تیسر** کہتی ہے کہ مقتدی پڑھے اور **واذا قرئ القرآن** روکتی ہے،

فان الاول بعمومه یوجب القرأت علی المقتدی.

اول یعنی **فاقرؤا ما تیسر من القرآن** یہ مقتدی پر پڑھنا واجب کرتی ہے، اور **واذا قرئ القرآن** کہتی ہے کہ نہ پڑھے، اب دونوں آیتوں میں ٹکراؤ ہے۔ لہذا ہم نہ اس سے استدلال کرتے ہیں نہ اس سے استدلال کرتے ہیں۔ اس کو چھوڑ کر ہم حدیث کو لیتے ہیں۔

اس پر مناظرہ کروانے والے حاجی صاحب نے کہا کہ یہ حدیث تو اسی سے روک رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ امام کی جو قرأت ہے وہ مقتدی کی قرأت ہے۔

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری۔

ایک یہ ہے کہ مقتدی پڑھے اور دوسری یہ ہے کہ مقتدی نہ پڑھے۔

اس پر حاجی صاحب نے کہا کہ حدیث تو یہ ہے کہ جب امام پڑھے تو تم خاموش ہو جاؤ۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی۔

میں اس بات کا جواب دیتا ہوں۔

اس پر حاجی صاحب نے کہا،

کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ اگر تیسرا آدمی بولے گا خواہ حنفی عالم ہو یا اہل حدیث میں اس کو نکال دوں گا۔ اب (سلفی یا چھتوی) صاحب نے بات کی ہے، علماء کی عزت کا مسئلہ ہے لیکن اس آدمی کو میں باغی تصور کروں گا، اسی کو آپ نے تسلیم کیا ہے۔ میں نے بھی وہ کتاب نہیں پڑھی، حالانکہ میں پڑھ سکتا ہوں۔ وہ کتاب اٹھا کر میں نے مولانا کو دے دی ہے، اس لئے کہ جو میں نے خود کہا ہے اس کے خلاف نہ لازم آئے۔ اگر ان کو اعتراض ہے تو یہ پروفیسر صاحب کو پیچھے کر دیں خود آگے تشریف لے آئیں۔ اگر آپ ان میں پروفیسر صاحب میں ضعف محسوس کرتے ہیں تو خود آگے تشریف لے آئیں۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد.

دیکھئے بات الحمد للہ صاف ہوتی چلی آرہی ہے، پروفیسر صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم حق نہیں مانیں گے، حاجی صاحب نے بڑی صاف بات پوچھی کہ فاتحہ قرآن ہے یا نہیں؟ اس کا

جواب اتنا ہے کہ ہے یا نہیں۔

(غیر مقلدین آپس میں باتیں کرنے لگے جس پر مناظرہ منعقد کروانے والے حاجی صاحب نے فرمایا کہ جب مولانا بات کرتے ہیں آپ سنتے کیوں نہیں)

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب عورت پر ایسے دن آتے ہیں جن میں وہ نماز نہیں پڑھتی کیا وہ قرآن پڑھتی ہے؟ (نہیں) نہیں پڑھتی ہے۔ فاتحہ پڑھتی ہے؟ نہیں۔ تو فاتحہ اور سارے قرآن کا ایک ہی حکم ہوا۔ جب مرد یا عورت پر غسل فرض ہو تو قرآن نہیں پڑھتے۔ فاتحہ پڑھتے ہیں؟ نہیں۔ تو فاتحہ اور سارے قرآن کا ایک ہی حکم ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنا منع ہے جس طرح سورۃ یٰسین پڑھنا منع ہے اسی طرح سورۃ فاتحہ پڑھنا بھی منع ہے۔

پھر قرآن کہتا ہے اذا قرات القرآن فاستعذ باللہ آپ اور کوئی کتاب شروع کرتے ہیں تو حاجی صاحب آپ اعوذ باللہ نہیں پڑھتے، جب قرآن پڑھتے ہیں تو اعوذ باللہ پڑھتے ہیں۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ فیصلہ دیں کہ آپ نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے اعوذ باللہ پڑھتے ہیں یا کسی اور سورۃ سے پہلے؟ سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھتے ہیں۔ تو سورۃ فاتحہ قرآن ہوئی یا نہ ہوئی؟ حاجی صاحب نے تو بات بالکل واضح فرمادی ہے کہ جب پورے قرآن کا یہ حکم ہے، اب پروفیسر صاحب ان دو آیتوں کو ٹکرانا چاہتے ہیں کہ یہ دو آیتیں آپس میں ٹکرا جائیں اور اس طرح یہ آیت ختم ہو۔

آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن سورۃ مزمل کی آیت ہے، اور صحیح مسلم شریف میں موجود ہے کہ سورۃ مزمل بالکل ابتدا میں نازل ہوئی ہے۔ علامہ سیوطی الاتقان میں فرماتے ہیں کہ سورۃ مزمل تیسرے نمبر پر نازل ہوئی۔ بلکہ یہ کتاب جو انہوں نے دی تھی تحقیق الکلام اس میں بھی ہے کہ مزمل کا نزول اعراف سے پہلے کا ہے اور سورۃ فاتحہ پانچویں نمبر پر نازل ہوئی ہے۔ پانچ پہلے ہوتا ہے یا بعد میں؟ جس دن سورۃ مزمل آئی ہے اس وقت تو ابھی فاتحہ نازل بھی نہیں ہوئی تھی۔ اس

ا یہ اختلاف کیسے بنے گا۔ سورۃ مزمل نازل ہوئی ہے تہجد کے بارے میں۔ تہجد کی نماز اکیلے بھی جاتی ہے، تو یہ اکیلے کا مسئلہ ہے۔ اس کو ہم مانتے ہیں کون نہیں مانتا۔ آپ اکیلے نہیں پڑھتے ؟ آپ کیوں خواہ مخواہ ٹکراؤ پیدا کر رہے ہیں۔ پھر جو حدیث انہوں نے بیان فرمائی ہے

(من کان له امام فقراۃ الامام له قرات)

فرماتے ہیں امام اخبرنا ابوحنیفہؒ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے ہمیں یہ حدیث سنائی حدثنا ابو الحسن موسیٰ بن ابی عائشه. (۱)۔ وہ فرماتے ہیں کہ امام موسیٰ بن ابی عائشہ نے انہیں حدیث سنائی،

حدثنا عبدالله بن شداد ابن الهاد عن جابر بن عبدالله

قال صلی رسول الله ﷺ

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جماعت کروا رہے ہیں۔ دیکھو امامت کی حدیث ہے، اور ایک آدمی جب آیا تو اس نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا نماز میں انسان قرآن کہاں سے شروع کرتا ہے؟۔ فاتحہ سے۔ **فجعل رجل من اصحاب النبی ﷺ** حدیث پر غور کریں، یہاں (پڑھنے والے کے لئے) رجل کا لفظ ہے اور یہاں (روکنے والے کے لئے) صحابی کا لفظ ہے۔ اس نے اس کو نماز میں روکنا شروع کر دیا، یعنی صحابہ کے نزدیک یہ مسئلہ اتنا پختہ تھا کہ اسے وہ نماز کے بعد بھی روک سکتے تھے، لیکن نماز کے اندر ہی روکنا شروع کر دیا۔

ینهاه عن القرات فی الصلوۃ.

(۱)۔ اس میں جو دو راوی تابعی ہیں ایک امام صاحب ہیں جن کی امامت پوری دنیا پر اظہر من الشمس ہے اگرچہ کوئی چمگادڑ آپ کے شمس امامت کو نہ دیکھ سکے۔ دوسرے راوی حضرت موسیٰ بن ابی عائشۃ الکوفی یہ بھی جلیل القدر تابعی ہیں امام بخاری نے بخاری میں باب کیف کان بدؤ الوحی میں ان سے روایت لی ہے۔

نماز میں ہی روکنا شروع کردیا۔

فقال انتهانی عن القرأت خلف النبی ﷺ

نماز کے بعد اس نے کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ جماعت کروا رہے ہیں، تو نے مجھے پیچھے قرأت کرنے سے کیوں روکا۔ فتنازعا دونوں میں جھگڑا ہوگیا، حتیٰ ذکر ذالک للنبی ﷺ یہ جھگڑا اللہ کے نبی ﷺ کے سامنے گیا۔ دیکھئے اللہ کے نبی ﷺ سے بڑی عدالت کس کی ہے؟ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا

من صلی خلف الامام فان قرأت الامام له قرأت.

جو امام کے پیچھے نماز پڑھے امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔

یہ حدیث اتنی اونچی سند کی ہے اس کے راوی دو تابعی ہیں اور دو صحابی ہیں۔ صحابہ اور تابعین کے علاوہ راوی ہی کوئی نہیں اور میں پورے دعوے سے کہتا ہوں کہ اتنی اونچی سند کی حدیث پروفیسر صاحب کوئی میرے سامنے پیش نہیں کرسکتے۔ اس لئے دیکھئے میں نے قرآن کی آیت پیش کی اور الحمدللہ دوپہر کے سورج کی طرح آپ کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ قرآن کی یہ آیت نازل ہونے سے پہلے صحابہ اللہ کے نبی ﷺ کے پیچھے پڑھتے تھے۔ اس آیت نے آکر منع کردیا۔ اب جس طرح صحابہ پہلے نماز میں باتیں کرلیا کرتے تھے، پھر منع ہوگئیں؟ آج دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ جو لوگ قرآن و حدیث کا سب سے زیادہ نام لیتے وہ پہلے ہی قرآن کو چھوڑ گئے اور حدیث بھی کوئی نہیں آرہی۔

اور میں یہ عرض کررہا ہوں کہ اگر بالفرض حدیث ہو بھی سہی تو جس طرح نماز میں باتیں کرنے کی حدیثیں بخاری و مسلم میں ہیں اور اس کے بعد آیت نازل ہوئی قوموا لله قانتین اب ان حدیثوں پر عمل نہیں رہا، اگر کوئی نماز میں باتیں کرنے کی حدیث پیش کرے تو جس طرح وہ دھوکہ ہوگا اسی طرح یہ بھی دھوکہ ہے۔ یا تو دونوں حدیثیں سنائیں، کرنے کی بھی اور نہ کرنے کی بھی۔ اور اگر ایک سنانی ہے تو نہ کرنے کی سنائے۔

اسی طرح متعہ کرنے کی احادیث موجود ہیں بخاری و مسلم میں اور منع کی روایتیں بھی
... اگر کوئی متعہ کرنے کی حدیث سنائے اور منع کی نہ سنائے تو یہ دھوکہ ہے۔ ایک سنائی ہے
... اس زمانے کی روایتیں جب شراب بھی جائز تھی جب متعہ بھی جائز تھا، یہ اس
... کی روایتیں لوگوں کو سنائے اور اس کے بعد آیتیں نازل ہوئیں متعہ کی حرمت کی آیت نازل
... نماز میں باتیں کرنے سے منع کرنے کی آیت نازل ہوئی، بیت المقدس سے منہ پھیرنے کی
... نازل ہوئی، نماز میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کی آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کو کیوں
... مانتے؟۔ اس لئے میں پروفیسر صاحب سے گذارش کرتا ہوں کہ ایک روایت پیش کر دے۔
... آیت قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل نہیں ہوئی میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ
... زبان کھولوں گا ہی نہیں۔ اور لکھ کر دے دوں گا کہ مسئلہ الحمدللہ حل ہو گیا ہے۔ ایک صحابی سے
... یں کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، مجھے اس کے بعد بیان
... کے لئے اٹھنے ہی نہ دینا۔ اور میں اس کو بھی فتح سمجھوں گا کہ پروفیسر صاحب نے اپنی
... عمر کے مطالعے سے میرے علم میں اضافہ کیا ہے۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ قیامت تک نبی ﷺ
... نبی پاک ﷺ کے صحابہ سے، تابعین سے کسی ایک کا قول بھی پیش نہیں کر سکتے کہ یہ آیت قرأ
... خلف الامام کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔

بات تو واضح ہو گئی ہے، جب قرآن سامنے آ گیا ہے، قرآن کا انکار کرنا چاہئے؟ قرآن کا
... نہیں کرنا چاہئے اور یہ بات بھی آپ سب کے سامنے آ چکی ہے کہ پروفیسر صاحب کو حاجی
... نے کتنی صاف بات پوچھی کہ فاتحہ قرآن ہے یا نہیں؟ انہوں نے جو اس پر کہا وہ آپ کے
... ہے۔ پروفیسر صاحب یہی لکھ دیں جہاں قرآن کا لفظ آئے گا میں فاتحہ سمیت سارا قرآن
... کا یا یہ لکھ دیں کہ میں فاتحہ کو قرآن نہیں مانتا۔ میں آپ کو ایک اور فرق بتاتا ہوں کہ پروفیسر
... ب فاقرؤا ما تیسر من القرآن کے بارے میں مانتے ہیں کہ فاتحہ کے لئے ہے، اور
... قری القرآن کے بارے میں کہتے ہیں کہ فاتحہ کے لئے نہیں۔ فاقرؤا ما تیسر من

القرآن میں فاتحہ قرآن بن گئی، اور واذا قری القرآن میں فاتحہ قرآن نہیں رہی۔ میں پروفیسر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ خدا کے قرآن کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا کرو۔ اب حاجی صاحب سے میں یہی عرض کروں گا کہ میرا یہ مطالبہ پورا کروادو۔

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری۔

میں نے یہ عرض کیا تھا کہ فاتحہ قرآن ہے، بہت سارے احکام میں برابر ہے، لیکن نماز کے اعتبار سے اس کا حکم اور ہے۔ اور پورے قرآن کا حکم اور ہے۔ حدیث ہے۔

عن عبادة بن الصامت ﷺ ان رسول الله ﷺ قال لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب.

یہ عام ہے کہ مقتدی کی نماز بھی نہیں ہوتی۔ جب فرمایا لاصلوة کوئی نماز خواہ امام کی ہو یا مقتدی کی، کوئی نماز نہیں ہوتی فاتحہ کے بغیر۔

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب خلف الامام.

اس آدمی کی نماز نہیں جو امام کے پیچھے الحمد شریف نہ پڑھے۔ آگے فرماتے ہیں فهذا اسناد صحيح یہ جو روایت ہے اس کی سند صحیح ہے۔

فزيادة التى فيه كزيادة التى فى حديث مكحول وغيره فهذا عن عبادة بن الصامت صحيح.

عبادہ بن صامت ؓ سے یہ روایت صحیح ہے، مشهور من اوجه كثيرة کئی سندوں سے یہ روایت واضح ہے،

وعبادة ابن الصامت من اكابر اصحاب رسول الله ﷺ وفقهائه

حضور ﷺ کے بڑے صحابہ میں سے ہیں، اور فقیہ صحابہ میں سے ہیں۔ وہ امام کے پیچھے
فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔ وہی حضور ﷺ کی حدیث بیان فرماتے ہیں اب میرا سوال یہ ہے کہ
مولانا صاحب کو اس میری بات سے اتفاق ہے کہ جو میں نے حدیث پڑھی ہے وہ صحیح ہے۔

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب خلف الامام وقال اسناده صحيح.

اب دیکھو یہ صحابی ہے اور من اکابر الصحابہ اکابر صحابہ میں سے ہے اور الحمد کا نام ہے۔ اور بخاری شریف میں موجود ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب او کاڑوی۔

الحمد لله و كفىٰ والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفىٰ. اما بعد.

پروفیسر صاحب نے قرآن پاک کی تو کوئی آیت پیش نہیں کی قرآن پاک میں نے پیش کیا اور اللہ کے نبی ﷺ سے اس کی تفسیر بیان کی صحابہ ﷺ سے بیان کی، تابعین سے بیان کی، اجماع امت سے بیان کی۔ الحمد للہ ہمارا مسئلہ قرآن سے ثابت ہو گیا، حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق تو اب دوسری طرف جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اب پروفیسر صاحب نے آپ کے سامنے دو روایتیں پڑھی ہیں، ایک تو صحیح بخاری سے پڑھی، اس حدیث میں مقتدی کا ذکر بالکل نہیں ہے۔

حاجی صاحب آپ الفاظ دیکھیں،

حدثنا علی بن عبدالله حدثنا سفيان بن عيينه حدثنا الزهری عن محمود بن الربيع عن عبادة بن الصامت ﷺ ان

رسول الله ﷺ قال لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب.

اس میں مقتدی کا ذکر نہیں، پھر یہ کہ اس میں جو راوی سفیان بن عیینہؒ ہیں یہ خود فرماتے ہیں ھذا لمن یصلی وحدہ یا اکیلے کے لئے ہے۔ سنن ابی داؤد میں ہے۔[1] یہ انکار کریں، میں ابھی دکھاتا ہوں۔ یہ راوی سفیان بن عیینہؒ خود فرماتے ہیں ھذا لمن یصلی وحدہ. میں آپ سے پوچھتا ہوں حدیث لانبی بعدی ہے اگر کوئی یہ سنانے کے بعد کہے کہ غیر تشریعی نبی آ سکتا ہے، تو آپ اس کو حدیث کا منکر کہیں گے یا نہیں؟ اگر یہ حدیث مقتدی کے لئے ہے تو اس کا راوی اس کا منکر ہے۔ وہ کہتا ہے یہ مقتدی کے لئے ہے ہی نہیں۔

پھر پروفیسر صاحب پاکستان میں رہتے ہیں سفیان بن عیینہؒ مکہ میں رہتا تھا۔ کیا مکہ مکرمہ والا عربی جانتا ہے یا نہیں؟ اس کے بعد اس کے استاد ہیں زہری۔

(اس کے بعد شور ہونے لگا۔ غیر مقلدین دلائل کا جواب برداشت نہ کر سکے، شور تھا تو حضرت نے بات شروع فرمائی)

یہ آپ نے دیکھ لیا کہ قرآن پاک الحمدللہ اہل سنت والجماعت کے پاس ہے، اب آئی بخاری شریف کی بات۔ بخاری شریف سے پروفیسر صاحب نے جو حدیث پڑھی ہے،

لاصلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب.

میں کہتا ہوں کہ اس کی سند کے جو راوی ہے امام سفیان بن عیینہؒ مکہ مکرمہ کے رہنے والے وہ عربی النسل ہیں وہ فرماتے ہیں ھذا لمن یصلی وحدہ یا اکیلے آدمی کے لئے ہے۔ امام

(۱)۔ ابوداؤد ص ۱۲۶ اور یہ سفیان بن عیینہ کون ہیں جن کے متعلق امام ذھبی تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں العلامه الحافظ شیخ الاسلام محدث الحرم حدیث اور سنت کے سب سے بڑے عالم فرماتے ہیں جو امام شافعی اور امام احمد اور امام یحیٰی بن معین کے استاد ہیں (تذکرۃ الحفاظ ص ۲۶۲ ج ۱)

... ی کے استاد امام احمدؒ فرماتے ہیں اذ کان وحدہ۔ [1] یہ اکیلے کے لئے ہے۔ حضرت جابر
... بداللہ ؓ موطا امام مالکؒ میں، حدیث کی وہ کتاب جو مدینہ میں لکھی گئی اس میں فرماتے ہیں
... صلی صلوۃ جس نے نماز پڑھی اس میں فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔ الا ان
... کون وراء الامام۔ ہاں اگر امام کے پیچھے ہو تو نہیں۔ مدینہ منورہ میں حضرت جابر بن
... بداللہ ؓ اللہ کے نبی ﷺ کے صحابی وہی بات بیان فرماتے ہیں۔

پھر پروفیسر صاحب کی ایک اور بات میں عرض کردوں؟ انہوں نے بخاری ص ۱۰۴ ج ا
... روایت پڑھی، اس بخاری میں ص ۱۰۸ پر روایت ہے اور روایت کا ترجمہ میں امام جماعت
... با اہل حدیث عبدالستار صاحب سے کرتا ہوں، خود نہیں کرتا۔ وہ فرماتے ہیں فتاویٰ ستاریہ
... ص ۵۰ ج ا کہ رسول پاک ﷺ کے صحابی آخری بار مدینہ منورہ میں حضرت ابوبکر ؓ تشریف
... لائے رسول پاک ﷺ جماعت کروا رہے ہیں۔

(اس پر پروفیسر حافظ عبداللہ بہاولپوری نے کہا کہ میں نے جب مولانا رشید احمدؒ کی عبارت پڑھی آپ نے نہیں پڑھنے دی اس پر حضرت نے فرمایا)

وہ عبارت تھی یہ ترجمہ ہے، ترجمہ تو مجھے بھی کرنے کا حق ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول
پاک ﷺ جماعت کروا رہے ہیں اور آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے، سارے صحابہ بھی رکوع میں
چلے گئے۔ حضرت ابوبکر ؓ ابھی صف سے دور ہیں، انہوں نے وہیں سے رکوع کر لیا کہ میری

---

(۱). واما محمد بن حنبل فقال معنی قول النبی ﷺ لا صلوۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب اذا کان وحدہ. (ترمذی ص ۷۱)

رکعت نہ رہ جائے۔اب جو پیچھے سے رکوع کرتا ہے وہ فاتحہ پڑھتا ہے؟[1]۔

اسی بخاری میں یہ جماعت والی حدیث تھی یا نہیں؟ پروفیسر صاحب کو جماعت والی حدیث پیش کرنی چاہئے، بخاری شریف سے دھوکہ ہو رہا ہے۔اور ہم انشاء اللہ یہ دھوکہ نہیں ہونے دیں گے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک آدمی قرآن سے وہ آیت نہ سنائے، جس میں ہے ماں سے نکاح حرام ہے، بہن سے نکاح حرام ہے، یہ آیت تو نہ سنائے اور وہ آیت پڑھے،

فانکحوا ما طاب لکم من النساء.

اور کہے ماعام ہے اور پروفیسر صاحب سے پوچھو کہ ماں عورت ہے یا نہیں۔؟ وہ کہے کہ قرآن سے ثابت ہو گیا کہ ماں سے نکاح جائز ہے، خالہ عورت ہوتی ہے یا نہیں؟ اور کہے کہ قرآن میں ماعام ہے خالہ کے ساتھ نکاح جائز، بہن کے ساتھ نکاح جائز۔ میں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں یہ قرآن کے ساتھ دھوکہ ہے یا نہیں؟ میں نے جماعت کی نماز کی حدیث پڑھی اور اس کا ترجمہ امام جماعت غرباء اہل حدیث سے پیش کیا یہ اسی طرح دھوکہ کرتے ہیں۔

اب بخاری کی کوئی حدیث پیش کرے کہ کھاؤ جو چاہو۔ اور کہے کہ خنزیر کھانا بھی جائز

---

(۱). حدثنا حمید بن مسعدة ان یزید بن زریع حدثهم ثنا سعید بن ابی عروبه عن ذیاد الاعلم ثنا الحسن ان ابابکرة حدث انه دخل المسجد ونبی الله ﷺ راکع قال فرکعت دون الصف فقال النبی ﷺ زادک الله حرصا ولا تعد (ابو داؤد ص ۱۰٦)

حدثنا موسی بن اسماعیل قال حدثنا همام عن الاعلم وهو ذیاد عن الحسن عن ابی بکرة انه انتهی الی النبی ﷺ وهو راکع فرکع قبل ان یصل الی الصف فذکر ذالک للنبی ﷺ فقال ذادک الله حرصا ولا تعد. (بخاری ص ۱۰۸ ج ۱)

... سود کھانا بھی جائز ہے، اور لوگوں سے پوچھے کے حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ یہ بتاؤ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ حدیث تو صحیح ہے، کہ جو چاہو کھاؤ۔ لیکن اس کا یہ مطلب غلط ہے کہ جو چاہو کھاؤ، خنزیر کھاؤ، سود کھاؤ، یہ حدیث صحیح ہے۔ اتنا بڑا دھوکہ یہ بخاری شریف کے ساتھ کر رہا ہے۔

اب دیکھیے پروفیسر صاحب نے یہ حدیث پڑھی تھی لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب خلف الامام یہ کتاب القرأت بیہقی میں ہے۔ یہ وہ حدیث ہے جو حافظ عبد القادر روپڑی نے چار جگہ میرے سامنے پیش کی، آج تک وہ اس کی سند کے راویوں کو ثقہ ثابت نہیں کر سکے۔ حافظ عبد اللہ صاحب اس کے راویوں کو اسماء الرجال کی کتابوں سے ثقہ ثابت کر لیں میں مان لوں گا۔

اب دیکھیے یہ ص ۷۰ ہے اس کتاب میں آگے ص ۹۳ پر انہوں نے آیت کا شان نزول بیان کیا چار صحابہ اور بائیس تابعین سے۔ تو کتاب والے نے ثابت کر دیا کہ یہ ساری حدیثیں اس آیت سے منسوخ ہو گئیں۔ قیامت تک پروفیسر صاحب اس حدیث کو صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔ لیکن

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

دوسرا دھوکہ کیا دیا کہ آگے اس آیت کی تفسیر چار صحابہ اور بائیس تابعین سے ہے جس سے پتا چلا کہ اگر یہ صحیح بھی ہوتی تو آیت سے پہلے کی ہے، میں پہلے بھی یہ کہہ چکا ہوں کہ ایسا دھوکہ جائز نہیں۔ کہ متعہ کی آیتوں کو پیش کرنا اور اس سے منع کی روایتوں کو پیش نہ کرنا کیا یہ ایمانداری ہے؟ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی روایتوں کو پیش کرنا اور بیت اللہ والی روایتوں کو چھپانا کیا یہ ایمانداری ہے؟۔ نماز میں باتیں منع ہو جانے کے بعد نماز میں باتیں کرنے کی حدیثیں سنانا اور آپ کو کہنا کہ اسی پر عمل کرو یہ دھوکہ ہے یا نہیں؟۔ اسی طرح کا دھوکہ پروفیسر صاحب نے اس کتاب کے ساتھ کیا اور اس کتاب میں صفحہ ۷۴ پر روایت موجود ہے، عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں من صلی صلوة جس نے نماز پڑھی

فلم يقرأ بام الكتاب لیکن فاتحہ نہیں پڑھی، فهي خداج وہ نماز ناقص ہے، الا ان يكون خلف الامام اگر امام کے پیچھے ہو تو ہو جائے گی۔

کیا ۱۷۴ صفحہ والی حدیث پروفیسر صاحب کو نظر نہیں آئی۔ اسی طرح صفحہ ۱۷۶ پر حدیث موجود ہے عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا، میں دھوکہ بتا رہا ہوں کہ اس صفحے سے آگے نہیں پڑھا، یہ ایک عظیم دھوکہ ہے آپ اندازہ لگائیں کیا انہیں یہ حدیثیں نظر نہیں آئیں۔

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری۔

میں نے حدیث پڑھی تھی اس پر انہوں نے کہا کہ اس کا راوی سفیانؒ یہ کہتا ہے لمن يصلي وحده اب دیکھیں فرمان نبی ﷺ کا ہے، اس کی تشریح نہ صحابی بیان کرے، نہ تابعی بلکہ بعد والا بیان کرے۔ اب یہ ہے کہ صحابی سے پوچھا جائے گا کہ یہ کس کے لئے ہے؟ یا بعد والا راوی بتائے گا کہ یہ کس بارے میں ہے؟ اب بتائیں کہ صحابی کا کہنا معتبر ہوگا یا بعد والے کا کہنا معتبر ہوگا؟۔ آپ یہ دیکھیں کہ صحابی کا کہنا معتبر ہوگا یا بعد والے راوی کا کہنا معتبر ہوگا۔ آپ اس بات کا فیصلہ کریں۔ صحابی معتبر ہوگا۔

یہ ابو عبداللہ امام بخاریؒ کے استاد ہیں، ان کے استاد ہیں حضرت سفیانؒ ان کے استاد ہیں زہریؒ، زہری کے استاد ہیں محمود بن ربیع تابعی۔ حضرت عبادہ ؓ صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ یہ بات حضور ﷺ نے بیان فرمائی۔ اب دیکھئے کہ صحابی کا کہنا معتبر ہے یا بعد والے کا کہنا معتبر ہے۔ دوٹوک فیصلہ کہ صحابی کا کہنا معتبر ہوگا یا بعد والے راوی کا کہنا معتبر ہوگا۔ امام کے پیچھے مقتدی قرأت کرے یا نہ کرے۔ یہ ان سے پوچھیں ابھی پوچھیں۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی۔

حضرت عبادہ بن صامت ؓ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ جو فاتحہ امام کے پیچھے نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ ایک بھی صحیح سند سے یہ ثابت نہیں کرسکتا۔

پروفیسر عبداللہ بھاولپوری۔

صحابی ایک حدیث بیان کرتا ہے اس کے بعد اس کا عمل کیا ہے؟ اس سے حدیث کے معنی متعین نہیں ہو جائے گا؟ اب حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا اپنا مذہب ہے یہ لکھا ہے کہ جب حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا تو قطعی بات ہے کہ وہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے تھے۔ اور جہری نمازوں میں بھی وہ پڑھتے تھے اب یہ کہتے ہیں کہ یہ طے شدہ بات ہے۔ آپ ان سے یہ پوچھیں کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا مذہب کیا ہے؟ امام کے پیچھے پڑھنے کا ہے یا نہیں۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی۔

یہ پوچھیں کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے اونچی آواز سے پڑھتے تھے یا آہستہ؟ وہ اونچی پڑھتے تھے۔ یہ لکھ دیں کہ آج کے بعد ہمارا مذہب اونچا پڑھنے کا ہے۔ اب دیکھیں کہ عبادہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر ان کا بھی عمل نہیں۔

پروفیسر عبداللہ بھاولپوری۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا یہ مذہب ہے، کہ وہ امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے، جو ان کا مذہب بالکل غلط ہے، اونچی کرنے کا وہ ہم نہیں لیتے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی۔

یہ دیکھئے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو یہ نہیں مانتے یہ لکھ دیں کہ ان کی نماز خلاف سنت تھی یا یہ آج سے اونچی آواز سے فاتحہ پڑھا کریں گے۔

پروفیسر عبداللہ بھاولپوری۔

میں آپ کو یہ کہہ رہا ہوں کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا مذہب کیا ہے؟ ان کا مذہب ہے امام کے پیچھے پڑھنا۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی۔

یہاں لکھا ہوا ہے، قرا بھا جھرا خلف الامام پھر امام مالکؒ مدینے کے امام ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابونعیم وہب بن کیسانؒ نے یہ حدیث سنائی،

ان سمع جابر بن عبداللہ ﷺ یقول من صلی رکعة لم یقرأ فیھا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام.

جس نے نماز پڑھی اس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

الا وراء الامام

مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔

یہ صحابہ کی حدیث ہے۔ اور اس کے کسی راوی پر اعتراض نہیں۔ (۱)

عبداللہ بہاولپوری۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں اکثر اہل علم کا عمل حدیث عبادہ ﷺ پر ہے امام مالکؒ کا عمل بھی اس پر ہے۔ امام شافعیؒ کا عمل بھی اس پر ہے، امام احمدؒ کا عمل بھی اس پر ہے، یرون القرأت خلف الامام یہ سارے قرأت خلف الامام کے قائل ہیں۔

حضرت اوکاڑوی۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوة والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ. اما بعد.

یہ لوگ صحابہ پر آئے تھے، پھر جس صحابی کو پیش کیا اسے خود ہی چھوڑ گئے۔ بلکہ انھوں نے یہاں تک کہا ہے کہ صحابہ کو نہیں لینا، سنت کو لینا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ صحابہ سنت کو نہیں مانتے

(۱). موطاء امام مالک ص ۶۲.

تھے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حاجی صاحب یہ دیکھیں۔

عن جابرؓ عن النبی ﷺ کل صلوۃ لا یقرأ فیہ بام القران

ہر وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے فھی خداج وہ ناقص ہے الا ان تکون وراء الامام. اللہ کے نبی ﷺ فرمارہے ہیں۔ یہ مغنی ابن قدامہ موجودہ سعودی حکومت کی شائع کی ہوئی کتاب۔ لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے مذہب کے ہیں۔ مغنی ابن قدامہ میں انھوں نے اسکو استدلال میں پیش کیا ہے۔ اور جو روایت انھوں نے اب ترمذی سے پڑھی ہے اس پر ان کا فیصلہ کیا ہے؟ ان کا فیصلہ یہ ہے کہ اس کا راوی ابن اسحاق ہے، یہ روایت ضعیف ہے۔

نمبر ۲۔

جس طرح اس نے بخاری سے دھوکہ کیا تھا اسی طرح ترمذی سے دھوکہ کیا ہے۔ یہ روایت تو پڑھی، لیکن اس سے اگلی روایت ہے عن ابی ھریرۃؓ حضرت ابوھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا کوئی اب بھی میرے پیچھے پڑھتا ہے۔ (1)

(۱). حدثنا الانصاری نا معن نا مالک عن ابن شھاب عن ابن اکیمہ اللیثی عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ انصرف من صلوۃ جھر فیھا بالقرأۃ فقال ھل قرأ معی احد منکم انفا فقال رجل نعم یا رسول اللہ ﷺ قال انی اقول مالی انازع القرآن قال فانتھی الناس عن القرأۃ مع رسول اللہ ﷺ فیمایجھر فیہ رسول اللہ ﷺ من الصلوت بالقرات حین سمعوا ذالک من رسول اللہ ﷺ.

(ترمذی ص ۷۱)

مطلب ہے کہ منع ہو چکی تھی اور بھری ہوئی مسجد میں سے صرف ایک آدمی پیچھے پڑھنے والا نکلا۔ صرف ایک آدمی۔ وہ نیا آدمی تھا وہ نکلا تو حضورﷺ نے فرمایا۔

انی اقول ما لی انازع القرآن.

یہ روایت اس پہلی روایت سے نچلی سطر میں ہے پروفیسر صاحب یہ چھوڑ گئے، پروفیسر صاحب خدا کا خوف کرو، یہ دن ہے حدیث موجود ہے۔ انی اقول مالی کا ترجمہ سنو، قرآن میں آتا ہے سلیمان علیہ السلام نے فرمایا وما لی لا ارا الھدھد ڈانٹ رہے ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام کس پر ناراض ہیں؟ ہدہد پر۔ کون؟ اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام۔ کیا فرمایا مالی۔ اب اللہ کے آخری نبیﷺ کس پر ناراض ہیں؟ پیچھے قرآن پڑھنے والے پر۔ اگر ہم نے اللہ کے نبیﷺ کو ناراض کر لیا تو کیا ہمارے پاس کچھ رہ جائے گا؟ اس حدیث سے جو پروفیسر صاحب نے نہیں پڑھی اس سے ثابت ہوا کہ جو امام کے پیچھے پڑھے اسے ڈانٹنا اللہ کے نبیﷺ کی سنت ہے۔ اور دیکھو صحابہ کس طرح ڈانٹتے ہیں؟ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے پڑھتا ہے میں اس کے منہ میں پتھر بھر دوں گا۔ [1]۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں انگارہ رکھ کر زبان ہی جلا ڈالوں گا۔ [2]۔ اس طرح حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر میرا بس چلے تو میں زبانیں کھینچ لوں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضورﷺ کے صحابی فرماتے

---

(۱). قال محمد اخبرنا داؤد بن قيس الفراء اخبرنا محمد بن عجلان ان عمر بن الخطاب قال ليت في فم الذى يقرأ خلف الامام حجراً (موطا امام محمد ص ۱۰۲)

(۲). قال محمد اخبرنا داؤد بن قيس الفراء المدنى اخبرنى بعض ولد سعد بن ابى وقاص انه ذكر له ان سعداً قال وددت ان الذى يقرأ خلف الامام فى فيه جمرة. (موطا امام محمد ص ۱۰۱)

ہیں انہ لاجفی من الحمیر کہ وہ گدھے سے بھی زیادہ جفاکش ہے۔ یہ اسی کتاب القراۃ میں ہے جس کو آپ نے سب سے پہلے بڑے شوق سے پیش کیا تھا اندازہ لگائیں کیا پروفیسر صاحب کو ترمذی کی دوسری حدیث پیش کرنی چاہئے تھی یا نہیں؟ امام ترمذیؒ اس بات پر باب ختم کرتے ہیں ھذا حدیث حسن صحیح، جہاں ترمذیؒ نے بات ختم کی ہے ہمیں وہاں بات کرنی چاہئے۔ انہوں نے ترمذی سے کیوں دھوکہ کیا؟ ترمذی تو اس پر باب ختم کر رہے ہیں کہ امام کے پیچھے نہ پڑھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی ہے انہوں نے اس روایت کو کیوں پیش نہیں کیا۔ اتنا بڑا دھوکہ، میں نے مناظرے میں کہیں نہیں دیکھا۔

(جب غیر مقلدین نے اپنی شکست دیکھی تو انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا تاکہ مناظرہ ختم ہو جائے۔ بڑی مشکل سے شور پر قابو پایا گیا تو پھر حضرت رئیس المناظرینؒ نے فرمایا)

میں نے قرآن پاک کی آیت پیش کی تھی اور اس کا شان نزول صحابہ اور تابعین سے ثابت کیا کہ یہ قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور میں نے غیر مقلدین سے مطالبہ کیا کہ کسی ایک صحابی کا قول ثابت کر دیں کہ اس نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کو کہا ہو کہ تم نے بات غلط کی ہے۔ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ کیا میرا یہ مطالبہ پروفیسر صاحب نے پورا کیا ہے؟

(اس پر عوام نے کہا نہیں)

چھتوی صاحب بھی پورا نہیں کر سکتے۔

(اس پر چھتوی صاحب بڑے تلملائے کہ پروفیسر کے سر پر چڑھا ہوا قرض میں کیوں اتاروں، چنانچہ چھتوی صاحب نے کھڑے ہوتے ہی اس سے فرار اختیار کیا، تو عوام کی لعن طعن دیکھ کر یہ اعتراض داغ دیا کہ اس آیت سے حنفیوں نے

استدلال نہیں کیا۔اس پر رئیس المناظرینؒ نے چھتوی صاحب کو آڑے ہاتھوں لے کر فرمایا)

چھتوی صاحب پہلے یہ لکھ دو کہ میں یہ بات نبی پاک ﷺ سے ثابت نہیں کر سکتا، صحابہ سے ثابت نہیں کر سکتا، تابعین سے ثابت نہیں کر سکتا، تو پھر فقہ پر آجانا۔ہم وہیں میدان لگالیں گے۔گویا کہ مولانا صاحب زبان حال سے کہہ رہے تھے۔

وہ اور ہی ہوں گے جو سہیں ان کی جفائیں بے محل
ہم کسی کا غمزہ بے جا اٹھایا نہیں کرتے

انہوں نے اعتراض کیا کہ تمہارے احناف نے اس آیت سے استدلال نہیں کیا اس پر حضرت نے فرمایا کہ نصب الرایہ۔حنفیوں کی کتاب ہے،اس نے بھی استدلال فرمایا ہے۔اس پر پروفیسر صاحب اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔پھر حضرتؒ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی کتاب پیش نہیں کر سکتے۔اور غصہ حنفیوں پر آرہا ہے۔

جب حضرتؒ نے یہ بات کی تو پروفیسر صاحب پھر آگے بڑھے،تو لوگوں نے کہا ایک آدمی متعین کرو یہ کیا ہے کہ کبھی پروفیسر صاحب آگے بڑھ آتے ہیں، کبھی چھتوی صاحب۔لوگ اس بات کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر رہے تھے۔کہ یہ دونوں حضرات غیر مقلدیت کی مردہ لاش کو باری باری کندھا دے رہے ہیں،لوگوں نے تنگ آکر پوچھا کہ یہ بتاؤ تمہاری طرف سے مناظر کون ہے تو پروفیسر صاحب نے کہا مناظر میں ہوں۔اس پر عوام نے حاجی صاحب جو کہ مناظرہ کروانے والے تھے ان کو کہا کہ جب پروفیسر صاحب نے کہہ دیا ہے کہ مناظر میں ہوں، تو آپ چھتوی صاحب کو پیچھے کر دیں۔چنانچہ چھتوی صاحب کو پیچھے کر دیا گیا تب جا کر خدا خدا کر کے شور تھما تو رئیس المناظرین کا بیان شروع ہوا آپ نے فرمایا۔

رئیس المناظرینؒ

الحمد للہ وکفیٰ والصلوۃ والسلام علی عبادہ

الذین اصطفیٰ. اما بعد.

انہوں نے قرآن پاک چھوڑا، نبی پاک ﷺ کو چھوڑا، اب صحابی پر بات آ گئی۔ اس میں ی بات اتنی ہے کہ ایک شخص اچھی طرح سجدہ نہیں کرتا تھا، حضرت عبادہ بن صامتؓ نے ہلا تو اس کو بلا کر لے آئے، اور اسے فرمایا وہ چونکہ اکیلا نماز پڑھ رہا تھا تو اسے یہ فرمایا کہ جب تو امام کے پیچھے ہو تو دل میں پڑھا کر، قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے،

تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک.

اب اس میں دل والی بات کے لئے فی نفسی کا لفظ بولا جا رہا ہے، دیکھیں ایک دل ہے، ایک ہے دل میں پڑھنا، ایک ہے زبان سے پڑھنا۔

اس کو مثال سے سمجھیں کہ یہ سامنے کیلنڈر لگا ہوا ہے اس پر لگا ہوا ہے ۱۹۸۲ء اگر آپ نماز یں اسے زبان سے پڑھ لیں تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟ (ٹوٹ جائے گی) دل میں پڑھ لیا تو ٹے گی؟ (نہیں)۔ یہاں بھی یہی ہے کہ دل میں پڑھ لے، نہ کہ زبان سے۔ پھر دل میں جو چیز ہو اس پر بھی کلام کا اطلاق ہوتا ہے، ان الکلام لفی الفواد. پھر دیکھو صحابہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ حضرت نماز میں ہمارے دل میں ایسے ایسے خیالات آتے ہیں جو اگر زبان پر لے آئیں تو ہمیں جہنم کا انگارہ بننا پسند ہے، لیکن وہ باتیں زبان پر لانی پسند نہیں۔ (۱)۔ دل میں وہ کلام آ چکا ہے لیکن زبان پر نہیں لائے۔ یہاں بھی دل کا مسئلہ ہے۔

(۱). عن ابن عباس ان النبی ﷺ جاءہ رجل فقال انی احدث نفسی بالشیء لان اکون حممة احب الی من ان اتکلم بہ قال الحمد للہ الذی رد امرہ الی الوسوۃ رواہ ابو داؤد (مشکوۃ ص ۱۹)

آپ زبان کالفظ دکھاؤ۔ اسی طرح بخاری میں اذا طلق فی نفسہ۔ (۱)۔ اگر کوئی دل میں بیوی کو طلاق دے دے، زبان سے نہ دے تو طلاق نہیں ہوگی۔

اس پر پھتوی صاحب اور پروفیسر صاحب نے فرمایا امام محمدؒ اس کو مستحسن سمجھتے ہیں۔

اس پر حضرتؒ نے فرمایا یہ کتاب الحجة علی اهل المدينه امام محمدؒ کی اپنی کتاب ہے۔ اور یہ ان کے مناظرے کی کتاب ہے، اور یہ بات بھی یاد رکھو کہ سب سے پہلے حدیث کے مناظرے کی کتاب احناف نے لکھی ہے۔ اس میں احادیث پیش کر کے ان کا جواب دیا ہے، اس میں باقاعدہ باب باندھا ہے کہ جب امام آہستہ پڑھے تو اس وقت بھی پیچھے نہیں پڑھنا جو پڑھتا ہے غلط کرتا ہے۔

امام محمدؒ کی اپنی کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے، پھر اور ھدایہ میں جو یہ لکھا گیا ہے، آگے اس کی تردید ہے کہ پڑھنے پر وعید آئی ہے۔ (۲)۔ انہوں نے ہدایہ کی عبارت چھوڑی ہے، میں کہتا ہوں کہ احادیث سے بھی دھوکہ کرتے ہو اور فقہ سے بھی دھوکہ کرتے ہو۔

اور یہ جو روایت میں نے پیش کی تھی یہ مغنی ابن قدامہ موجودہ سعودی حکومت کی شائع کی ہوئی کتاب اس میں بھی پیش کی گئی ہے۔

---

(۱)۔ حدثنا مسلم بن ابراهيم قال حدثنا هشام قال حدثنا قتاده عن زرارة بن اوفى عن ابى هريرة عن النبى ﷺ قال ان الله تجاوز عن امتى ما حدثت به انفسها مالم تعمل او تكلم قال قتادة اذا طلق فى نفسه فليس بشىء.
(بخاری ص ۷۹۴ ج ۲)

(۲). ھدایہ کی پوری عبارت یہ ہے ويستحن على سبيل الاحتياط فيما يروى عن محمد ويكره عندهما لما فيه من الوعيد ويستمع وينصت وان قرأ الامام آية الترغيب والترهيب لان الاستماع والانصات فرض بالنص والقرأت

تبصرہ

یہاں پہنچ کر مناظرہ ختم ہو گیا، آپ حضرات پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہو گی
ا غیر مقلد مناظر پروفیسر عبداللہ بہاولپوری دلائل پیش کرنے سے کس قدر عاجز رہا۔ حدیث سے
بھی دھوکہ کیا ہے، ترمذی کی پہلی حدیث پڑھی دوسری چھوڑ دی۔ فقہ سے بھی دھوکہ کیا کہ آدھی
عبارت پڑھی بقیہ آدھی چھوڑ دی۔

اتنی خیانتوں کے باوجود پروفیسر صاحب ایسے عاجز ہوئے کہ چھتوی صاحب کو آگے کیا
غیرت نے جوش مارا تو چھتوی صاحب کو پیچھے کر کے آگے بڑھے، لیکن کوئی داؤ نہ چلا سکے عوام
پر بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ غیر مقلدین کے پاس سوائے دھوکہ اور فراڈ کے کچھ نہیں
اور عوام نے یہ بھی دیکھ لیا کہ رئیس المناظرین، امام المتکلمین، وکیل احناف، حضرت مولانا محمد امین
صفدر صاحب اوکاڑوی نے قرآن پاک کی آیت پیش کی اور اس کی تفسیر حضرت عبداللہ بن
عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ،

سوال الجنة والتعوذ من النار لمخل به.

ترجمہ۔ اور مستحسن ہے احتیاط کے طور پر جیسا کہ امام محمد سے روایت کیا گیا ہے۔ اور مکروہ
ہے امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس لئے کہ اس میں وعید ہے وہ ستے اور خاموش
رہے اگر چہ امام ترغیب و ترہیب کی آیت ہی کیوں نہ پڑھے اس لئے کہ سننا اور چپ رہنا نص کی
وجہ سے فرض ہے اور قرأت اور جنت کا سوال اور جہنم سے پناہ مانگنا یہ تمام چیزیں اس میں خلل
ڈالنے والی ہیں۔

(ھدایہ ص ۱۰۱)

حضرت عبداللہ بن مغفل ﷺ، حضرت ابوالعالیہ ﷺ، حضرت مجاہدؒ، امام زہریؒ، حضرت عطاءؒ سے پیش فرمائی۔ اور اس بات پر اجماع پیش کیا کہ مغنی ابن قدامہ میں لکھا ہوا ہے کہ جو امام کے پیچھے جہری نماز میں قرأت نہ کرے اس کی نماز ہو جاتی ہے۔

پروفیسر صاحب سے حضرت رئیس المناظرینؒ نے مطالبہ کیا کہ کوئی ایک حوالہ دیں کہ جب ان صحابہ یا تابعین نے یہ تفسیر بیان کی تو کسی ایک آدمی نے اٹھ کر ان پر اعتراض کیا ہو۔

پروفیسر صاحب پورے مناظرے میں رئیس المناظرینؒ کے ان لاجواب دلائل کا جواب دینے کی بجائے صمٌ بکمٌ کا مصداق بنے ہوئے اپنی ڈگر پر ہی چلتے رہے۔ عوام پر یہ بات واضح ہو گئی اور خود مناظرہ کروانے والے حاجی صاحب کے دل میں بھی مذہب اہل سنت والجماعت احناف کی حقانیت رچ بس گئی اور ضدی حضرات کے علاوہ باقی تمام حضرات کے دل خوشی سے باغ باغ ہو گئے اور وہ حق کی فتح کی خوشی دل میں بسائے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹے۔

فللہ الحمد علی ذالک.